# رد خرافات

مولانا محمد مسلم جناح حبیبی

نسیم بکڈپو جامع مسجد بھدرک بالیسر اڑیسہ

۲۶ ذوالقعدہ ۱۴۰۸ھ

[illegible]

# ردّ خرافات

تصنیف
**حضرت مولانا الحاج محمد علی جناح صاحب حبیبی**
مدرس جامعہ حبیبیہ الہ آباد

ناشر
**نسیم بک ڈپو، جامع مسجد بھدرک**
ضلع بالاسور، اڑیسہ
مطبوعہ
حبیب المطابع الہ آباد - ۳

طبع اول: - گیارہ سو ۱۴۰۳ھ قیمت تین ۳ روپیہ تیس ۳۰ پیسے
(جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں)

# عرضِ ناشر

حضرت مولانا الحاج محمد علی جناح صاحب نے آج سے برسوں پہلے اپنی طالب علمی کے دور میں مصلحتِ وقت کے تحت اظہارِ حقیقت کے طور پر مولوی عرفان علی بھدرکی کی "خرافات" کے رد میں یہ رسالہ تصنیف کیا تھا جیسا کہ انھوں نے اپنے مقدمہ میں تحریر فرمایا ہے۔ ورنہ وہ اس لائق نہ تھی کہ اس کی طرف توجہ کی جائے۔

"ردّ خرافات" کی تصنیف کے بعد اسے طبع کروانے کی طرف بھی کوئی خاص توجہ نہ ہوئی۔ اس کا بھی یہی سبب تھا کہ مولوی عرفان علی بھدرکی اور ان کی "خرافات" کی حیثیت ہی کیا ہے۔

لیکن اب یہ معلوم ہوا ہے کہ بعض دیوبندیہ "ان کی اور ان کی "خرافات" کا بڑا چرچہ کر رہے ہیں اور سیدھے سادے مسلمانوں کو بے چینی ہے کہ اس کا رد کب ہوگا۔ اسی لئے "خرافات" کی حیثیت کا خیال کئے بغیر ہی "ردِّ خرافات" کو شائع کیا جا رہا ہے۔

# مقدمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ موجد الموجودات ودافع البلیات والصلوٰۃ والسلام علی حبیبہ سیدنا ونبینا محمد سید المخلوقات ودافع الخرافات وعلی آلہ وصحبہ وابنہ وحزبہ الذین محوا المزخرفات وعلی من تبعھم الی یوم المیقات صلوٰۃ دائمۃ بدوام الارضین والسماوات۔ اما بعد فقیر محمد علی جناح حبیبی متعلم مدرسہ کاظمیہ بھدرک نے رسالہ "خرافات" مصنفہ مولانا عرفان علی بھدرکی، صدر المدرسین جونیر مدرسہ بنجھار پور ضلع کٹک دیکھا۔ واقعی اس کے اندر خرافات بھرے ہوئے ہیں۔ اگرچہ اس کی حیثیت ایسی نہیں ہے کہ کوئی ذی علم اس کی طرف متوجہ ہو (ممکن ہے کہ اسی وجہ سے آج تک اس کی طرف علماء کی بے توجہی رہی) لیکن معلوم ہوا کہ اولِ اشاعت میں یہ رسالہ زیادہ تر مفت تقسیم ہوا اور کچھ قیمتہً دیا گیا اس کے بعد جب مولانا اسعد خلف مولانا حسین احمد ٹانڈوی دیوبندی بنجھار پور آئے تو شاید کچھ اظہارِ ناراضگی کیا تو اشاعت بند سی ہوگئی۔ اب پھر عوام میں اسکی اشاعت

ہونے لگی اور پروپیگنڈہ کیا گیا کہ لاجواب رسالہ ہے۔ اسی لئے اس کا کوئی جواب نہیں ہے۔ سادہ لوح مسلمان پریشان ہوئے اور عوام کالانعام مذبذب ہونے لگے تو خیال ہوا کہ نہایت مختصر کر کے حقیقت "خرافات" کا اظہار کر دیا جائے۔ اسلئے باوجود عدیم الفرصت ہونے کے اس طرف توجہ کی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے صدقے میں بطفیل غوثنا الجیلانی رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے لئے رسالہ کو مفید فرمائے ـــــ آمین ثم آمین ـــــ اور اس کا نام "ردِ خرافات" رکھا۔

اس رسالہ میں مصنف "خرافات" کو "صاحب خرافات" سے یاد کیا جائے گا۔ جہاں کہیں لفظ "صاحب خرافات" دیکھیں سمجھ لیں اس سے مراد مولانا عرفان علی صاحب مصنف "خرافات" ہیں۔ جناب "صاحب خرافات" سے بھی میری التجا ہے کہ تعصب کی عینک ہٹا کر انصاف و دیانتداری کا خیال کرتے ہوئے رسالے کو دیکھیں اور انظر الیٰ ما قال ولا تنظر الیٰ من قال کو مدنظر رکھیں۔ اگر انھوں نے اس کا لحاظ رکھا تو خدا نے چاہا حق مان لینا کوئی بعید نہیں۔ ورنہ جب جذبۂ شرک سازی و کفر گری سے جناب نے "خرافات" کی تصنیف کی ہے اس سے کیسے امید کی جا سکتی ہے کہ جناب بنظر صلاح دیکھیں گے؟ عبارتوں سے بے محل استناد تو کیا حقیقت ہے۔ جناب نے تو بعض کتابوں کی عبارت تک بدل دی ہے۔ فرضی کتاب "غرائب فی تحقیق المذاہب" کا (جو پہلے وہابیوں نے گڑھی تھی معلوم نہیں کہ جناب نے ان کی تقلید کی ہے یا خود اس کے موجد ثانی ہیں) تحریری مطالبہ بھنجھار پور جا کر جناب مولانا سید عبدالقدوس صاحب نے کیا۔ جواب تک لاجواب ہے۔ اگر مولانا صاحب اب بھی وہ کتاب دکھا دیں تو فقیر بہت ممنون ہوگا۔ ورنہ خود بھی سمجھ لیں کہ جس مسئلے کی بنیاد اس قسم کی بددیانتی اور بے شعوری اور حرکات خرافات پر مبنی ہو اس کا حقانیت سے کیا تعلق ہو سکتا ہے؟

یہ بھی عجیب بات ہے کہ کسی نامعلوم خادم العلماء بھنجھارپوری نے ٹائٹل کی پشت

پر لکھ مارا ہے کہ موجودہ زمانے میں عوام لوگوں کا مزاروں کے پاس عرس وغیرہ مروجہ ناجائز حرکتیں دیکھ کر علماء دین بھنجھارپوری کی طرف سے عرس مروجہ کے جائز یا ناجائز کی تحقیقات اور دیگر چند مسائل کی تصحیحات میں چند سوالات جناب مولانا مولوی سید عرفان علی بھدرکی صدر المدرسین مدرسہ سیدپور بھنجھار کی خدمت میں پیش کئے گئے۔ انتہیٰ بلفظہ۔

عجیب لطیفہ ہے کہ مضمون نگار صاحب ایک نامعلوم خادم العلماء بھنجھارپوری ہیں مضمون کی اردو ایسی ہے جس سے بنگالی طالب علم بھی شرما جائے۔ اور سوال کرنے والوں کو علماء بتایا جاتا ہے۔

خدا خیر کرے علماء کے سوالوں پر یہ جواب اور نامعلوم خادم العلماء صاحب کی یہ مضمون نگاری۔

خدا نے چاہا رسالہ "خرافات" کی اجمالی حقیقت جواب کے دیکھنے سے معلوم ہو جائے گی

فقیر محمد علی جناح حبیبی
متعلم مدرسہ کاظمیہ بھدرک۔

۱۹ رمضان المبارک ۱۳۸۱ھ

# ردِّ خرافات

خرافات ص۳ سوال: اولیاؤں اور شہیدوں کی قبر پر عرس کرنا سال میں ایک مرتبہ لوگوں کا قبروں کے پاس جمع ہو کر گانا بجانا اور قبروں پر چادر وغیرہ چڑھانا شرعاً جائز ہے یا ناجائز ہے؟

الجواب: اولیاؤں اور شہیدوں کی قبروں پر عرس کرنے کے بارے میں مذکورہ ذیل عبارت سے ناجائز و حرام ثابت ہوتا ہے۔

لا یجوز ما یفعله الجهال بقبور الاولیاء والشهداء من السجود والطواف حولها واتخاذ السرج والمساجد علیها ومن الاجتماع بعد الحول کالاعیاد

ویسمونه عرسا کذا فی تفسیر المظہری ج۲ ص۶۵

وعما یحصل عند ذلک غالباً من المنکرات الکثیرة کایقاد الشموع والقنادیل التی لا توجد فی الافراح کدق الطبول والغناء والاصوات الحسان واجتماع النساء والمردان واخذ الاجرة علی الذکر وقراءة القرآن وغیر ذلک مما هو مشاهد فی هذه الازمان وما کان کذلک فلا شک فی حرمته وبطلان الوصیة به ولا حول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم۔ شامی ج۱ ص۶۳۰

وتکره الستور علی القبور کذا فی الشامی ج۱ ص۶۲۸

مطلب یہ ہے کہ آج کل کے زمانے میں جو دیکھا جاتا ہے کہ ان پڑھ اور بے علم لوگ اولیاؤں اور شہیدوں کی قبر کے پاس عیدگاہ کی مانند سال بہ سال عورتیں اور بے ریش مرد جمع ہوتے ہیں اور باجہ بجاتے ہیں اور سریلی آواز سے گاتے ہیں اور چراغیں و بتیاں اور قندیلیں اس قدر روشن کرتے ہیں کہ خوشیوں کی مجلسوں میں نہیں کرتے اور قبروں کے پاس ذکر و تلاوت کر کے پیسہ کماتے ہیں اور کوئی قبروں کو سجدہ گاہ بناتے ہیں، وغیرہ وغیرہ ناپسندیدہ و خلاف شرع کام سب قبروں کے پاس کرتے ہیں اور اس کا نام عرس رکھتے ہیں یہ ناجائز اور حرام اور ان تمام کاموں کی وصیت کے باطل ہونے اور حرام ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے"۔ اسی کے متعلق مختلف جگہوں میں اسی قسم کی عبارتیں لکھی ہیں۔ ان میں سے بعض کو نمونے کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ اس کی کچھ مختصر وضاحت کی جائے گی جس سے جناب صاحبِ "خرافات" کی کتب فہمی تفقہ اور تلویث کا پتہ چل جائے گا اور اس کے صحیح مفہوم

کے لئے دوسری عبارتیں پیش کی جائیں گی جن سے مسئلے کی حقیقت واضح ہوجائیگی اور یہ بھی معلوم ہوجائے گا کہ جناب صاحب خرافات نے یا تو کم علمی سے یہ حرکت کی ہے اور وہابیوں کے کچھ رسالے دیکھ کر لکھ دیئے ہیں یا جان بوجھ کر غلط فہمی میں عوام کو ڈال کر گمراہ کرنا چاہا ہے۔

خرافات ص۶ "ان حضرات کی قبروں کے پاس عرس کرنا اور قبروں پر چادر چڑھانا اور پھول و صندل چڑھانا اور قبروں کے پاس چراغ جلانا اور مرد و عورتوں کا مجمع کرنا وغیرہ وغیرہ خلاف شرع برتاؤ کرنا نقلاً و عقلاً ناجائز اور حرام ٹھہرا۔"

خرافات ص۷ "اور لہو و لعب کھیل کود ناچ باجہ قوالی اور خلاف شرع و ناجائز اور برے کاموں کو دیکھنے اور اختیار کرنے کے لئے قبروں کے پاس جاتے ہیں تو ایسے لوگوں پر لعنت و پھٹکار کا زیادہ اندیشہ و خوف ہے۔"

خرافات ص۸ "پیر صاحب کی درگاہ رنڈیوں اور بھڑووں کے ناچ گانا بھی کراتے ہیں، حالانکہ یہ بہت بڑا گناہ ہے۔"

خرافات ص۲۰ "بزرگوں کے مزاروں پر عرس کرنا اور گانا بجانا اور چادر چڑھانا اور مرد و عورتوں کا مجمع کرنا وغیرہ سب کا سب ناجائز اور حرام ثابت ہوا۔"

خرافات ص۲۱ "قبروں پر عرس کرنا اور چادر چڑھانا اور گانا بجانا وغیرہ سب کام حرام و ناجائز ہے۔"

جناب صاحب خرافات نے تفسیر مظہری اور علامہ شامی کی عبارتیں پہلے نقل کی ہیں۔ جن سے عرس کا عدم جواز ثابت کرنے کی کوشش کی ہے

حالانکہ یہ ان کی خوش فہمی ہے۔ ان عبارتوں کے اندر خود عدم جواز کی چیزیں موجود ہیں جیسے سجود وغیرہ۔ علامہ شامی نے عورتوں اور مردوں کا ایک ساتھ مجتمع ہونا اور ڈھول وغیرہ منکرات کے شمول کی وجہ سے اسے ناجائز کہا ہے۔ جائز کاموں میں جب ناجائز کام مخلوط ہوجائیں، ناجائز تو ناجائز رہیں گے، جائز اور مستحب کام چھوڑے نہیں جائیں گے، بلکہ ان منکرات اور ناجائز کاموں کو روکا جائے گا۔ جب مصنف خود قاعدہ بیان کرتے ہیں تو وہ سفیہ ہوگا یا صاحب خرافات کا اجتہاد؟ تصنیف را مصنف نیکو کند بیاں۔

مسلمان خود غور کریں کہ صاحب خرافات کس قدر غلط فہمی اور دھوکے میں ڈالنا چاہتے ہیں۔ جو مطلب صاحب خرافات سمجھ رہے ہیں اس کا رد خود مصنف کر رہے ہیں۔

کیوں جناب صاحب خرافات! اتنی عمر ہوگئی کبھی تو سنا ہوگا کہ یک من علم را دہ من عقل باید اور کچھ دیانتداری بھی تو چاہیئے یا بالکل ہی بددیانتی پر تل جائیں گے؟ کیا آپ نے پڑھا بھی نہیں تو سنا بھی نہیں ہے؟ جہاں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خیر الخیار خیار العلماء اسی کے ساتھ یہ بھی فرمایا ہے شر الشرار شرار العلماء یعنی اچھوں میں کے اچھے علماء کے اچھے۔ بروں میں کے برے علماء کے برے۔ مصنف کی تصریح کے خلاف معنی بیان کرنا کہاں کی دیانت داری ہے؟ اگر وہابیت ایسی پھیلانا تھی تو اپنے امام و مقتدا الشیخ نجدی کی عبارت پیش کر دیتے۔ مگر یہ آپ کیسے کریں گے؟ کیونکہ اس سے مسلمان دھوکا نہیں کھائیگا دیکھتے ہی سمجھ جائے گا کہ یہ وہابیت اگل رہے ہیں۔ اسی لئے آپ نے یہ عیاری کی۔ مگر تابہ کے؟ ایک دن پردہ فاش ہو کر رہے گا۔ دیکھئے شامی کی جلد اول کے ص۸۴۳ میں۔

"ولا تترك لما يحصل عندها من منكرات ومفاسد
كاختلاط الرجال بالنساء وغير ذلك لان القربات
لا تترك لمثل ذلك بل على الانسان فعلها وانكار
البدع وازالتها ان امكن اه قلت ويؤيده مامر من
عدم ترك الجنازة وان كان نساء ونائحات تامل"

یعنی علامہ ابن حجر نے اپنے فتاوے میں کہا ہے کہ قبور کے پاس مردوں کے عورتوں کے اختلاط وغیرہ مفاسد ومنکرات کی وجہ سے زیارت قبور کو ترک نہیں کیا جائیگا۔ اس لئے کہ قربات کو ایسے کاموں کی وجہ سے ترک نہیں کیا جاتا ہے بلکہ انسان پر اس کا اپنا فعل ہے اور بدعتوں سے روکنا اور ان کو مٹانا اگر ممکن ہو تو لازم ہے۔

(علامہ شامی فرماتے ہیں کہ)

"میں کہتا ہوں کہ یہ جو پہلے گزرا کہ جنازے کو ترک نہیں کیا جائیگا اگرچہ اس کے ساتھ عورتیں اور ماتم کرنے والیاں ہوں۔"
اس امر کی تائید کرتا ہے۔ غور کرو اور سمجھو۔

خرافات ص۳ "وتکرہ الستور علی القبور کذا فی الشامی ج۱ ص۶۲۰"

تکرہ الستور علی القبور کو تو آپ نے دیکھ لیا، اس کی تصریح جو خود جلد خامس میں فرما رہے ہیں نہیں دیکھی۔ یا تو وہاں تک پہنچے ہی نہیں ہوں گے یا پہنچکر آنکھیں میچ لی ہوں گی۔ کیوں کہ وہابیت نوازی کی بجائے وہابیت سوزی ہو جائیگی یہ ہے جناب کی دیانت داری۔

یہ وہابیوں کے لئے کوئی نئی بات نہیں ہے، ایسا وہ ہمیشہ کرتے ہیں بلکہ اس سے بڑی بڑی ناشائستہ حرکتیں کرتے ہیں، عبارت تو عبارت کتاب کی کتاب

---

گڑھ لیتے ہیں جنکی جناب نے تقلید فرمائی ہے (کتاب گڑھنے کا بیان ان شاء اللہ آگے آئے گا۔)

خرافات ص۴ "علامہ ابن عابدین حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب شامی کے کتاب الجنائز میں قبروں پر چادر چڑھانا مکروہ تحریر کر کے ثابت کیا ہے۔"

سبحان اللہ! کیا اردو ہے، کیا زبان دانی ہے، لکھنؤ والے بھی سنیں تو پھڑک اٹھیں، میر انیس قبر میں اچھل پڑیں ـــــ "اپنی کتاب شامی کے کتاب الجنائز میں۔" جناب نے اسی سلسلے میں اور وہابیت نوازی کے طور پر ایک حدیث بھی نقل فرما دی ہے جس سے قوت اجتہاد کا مظاہرہ ہوتا ہے۔

خرافات ص۴ "ان اللہ لم یامرنا ان نکسوا الحجارۃ والطین۔ یعنی بے شک خداوند تعالیٰ نے ہمکو یہ حکم نہیں دیا ہے کہ ہم مٹی اور پتھروں کو کپڑے پہنائیں۔ پس اس حدیث سے معلوم ہوا اور ثابت بھی ہو گیا کہ قبروں پر چادر چڑھانا منع اور ناجائز ہے۔"

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے در و دیوار پر پردے ڈالنے کے متعلق ارشاد فرمایا تو جناب نے ان کو قبر سمجھ لیا۔ ان کے نزدیک عام در و دیوار، پتھر، مٹی اور قبور صالحین سب برابر ہیں۔ کیوں جناب "صاحب خرافات" اگر سب برابر ہیں تو انھیں حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے (جناب نے ص۲۱ میں اسے نقل بھی کیا ہے) جو آپ کے ملک وہابیت پر قیامت ڈھاتی ہے، یوں آپ نے اسے زہد پر محمول کر کے ٹال دیا ہے، مگر یہ ٹالنے کی نہیں ہے۔ اس لئے کہ یہی صدیقہ رضی اللہ عنہا اپنے بھائی کی قبر کی زیارت کے لئے مکہ معظمہ تشریف لائی ہیں اور

قبر کے پاس ان سے گفتگو بھی کی ہے۔ اگر مٹی، اینٹ، پتھر اور قبور سب برابر ہوتے تو مدینہ منورہ کے پاس پتھروں کی کمی تھی؟ کسی پہاڑ کے پاس جا کر گفتگو کر لیتیں اور اگر اسی طرح سب پتھر برابر ہیں تو کعبہ شریف پر کیوں غلاف ڈالا جاتا ہے کبھی اس پر بھی غور کیا ہے؟ مسلمانوں کی حکومت میں تو وہاں غلاف ڈالا ہی جاتا تھا آپ کے دھرم والوں کی حکومت میں بھی تو ڈالا جاتا ہے۔ کہیں آپ ان سے بھی دو چار جوتے آگے بڑھنا تو نہیں چاہتے؟ اگر اسی طرح سب پتھر ہیں، قبروں میں اور ان میں کوئی فرق نہیں ہے تو آپ اپنے جد امجد کی قبر پر (جو صحرائی میں ہے) جا کر پاخانہ بناتے تو دنیا میں یہ مثال سچ ثابت ہوتے جناب عقل سے کام لیجیے۔ وہابیت کی محبت میں بالکل چوپٹ نہ ہو جائیے۔ دیکھیے شامی ہی میں ہے۔ ص۲۳۹ ج۵

کرہ بعض الفقہاء وضع الستور والعمائم والثیاب على قبور الصالحین والاولیاء قال فی فتاوی الحجة و تکرہ الستور على القبور اھ ولکن نحن نقول الآن اذا قصد به التعظیم فی عیون العامة حتی لا یحتقروا صاحب القبر و لجلب الخشوع والادب للغافلین الزائرین فهو جائز لان الاعمال بالنیات۔ یعنی بعض فقہاء نے اولیاء کرام اور صالحین کی قبروں پر چادروں، عماموں اور دوسرے کپڑوں کے چڑھانے کو مکروہ رکھا۔ فتاوی الحجہ میں کہا ہے۔ قبروں پر چادریں چڑھانا مکروہ ہے۔ انتہی۔ (علامہ شامی نقلاً و تقریراً فرماتے ہیں) لیکن اب ہم یہ کہتے ہیں کہ جب عوام کے سامنے ان کی تعظیم مقصود ہو کہ وہ لوگ صاحب قبر کو حقیر نہ سمجھیں یا یہ مقصود ہو کہ غافل

زائرین میں ادب اور فروتنی پیدا ہو جائے تو یہ جائز ہے اسلئے کہ اعمال کے ثواب کا دار و مدار نیت پر ہے۔

خرافات ص۱۲ نسائی شریف ص۲۹۲ ج۱ میں لکھا ہے۔

عن عبد الرحمن بن کعب عن ابیه قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم قال انما نسمة المؤمن طیر تعلق فی شجر الجنة حتی یرجعه اللہ فی جسده یوم یبعثه کذا فی المشکوٰۃ ص۱۴۳

خرافات ص۱۴ اس حدیث سے ثابت ہو گیا کہ قیامت تک نہ دنیا کی طرف آتی ہیں اور نہ قبروں کی طرف رجوع ہوتی ہیں، بلکہ دنیا کی خبروں سے ایکدم بیخبر اور غافل رہتی ہیں۔

جناب "صاحب خرافات" آپکی قوت اجتہاد کا پتہ تو چل چکا ہے۔ اب آپ ہی بتا دیجیے کہ آپ کی بے وقوفی اور کم فہمی پر ہنسیں یا روئیں۔ تعزیز و تکریم کے لیے کسی مکان میں کسی کو رکھا جاتا ہے تو جناب یہ سمجھ بیٹھتے ہیں کہ اس میں اس کو ہمیشہ کے لیے بند کر دیا گیا! اس سے وہ باہر آ ہی نہیں سکتا۔ ایسی کوڑھ مغزی کا نہ کہیں دیکھی نہ سنی۔ ایسی حماقت کے ساتھ جناب خرافات ہی لکھ سکتے تھے۔ یہ کوئی عجیب بات نہیں ہے۔ مگر اس خرافات پر پہلے ہی دیوبندی فرقہ جناب کو داد دے اہل حق تو اسے مان نہیں سکتے۔

خرافات ص۱۵ "عام طور پر مومنوں کی روحیں خواہ وہ حضرات اولیاء کرام کی روحیں ہوں یا مومنوں کی روحیں ہوں دنیا سے رحلت کرنے کے بعد بہشت کی نعمتوں میں مشغول رہتی ہیں، کسی

خویش و اقربا کی طرف یا دنیا کی طرف مطلق توجہ نہیں کرتیں۔"

خرافات ص۵: "دنیا سے رحلت کرنے کے بعد بہشت کی نعمتوں میں مشغول رہتی ہیں تو اولیاء کرام و بزرگان دین کی ارواحِ پاک کبھی دنیا سے رحلت فرما جانے کے بعد ضرور بہشت کی نعمتوں میں مشغول رہتی ہیں اور دنیا کی طرف توجہ نہیں کرتی ہیں۔ پس ثابت ہو گیا کہ کسی بزرگ کی روح اس کی قبر میں موجود نہیں رہتی۔"

خرافات ص۵: "اولیاء کرام و شہداء عظام اور عوام مومنین کی روحوں کو اللہ تعالیٰ مقید رکھنے کی غرض سے بہشت کے میوے کھانے میں مشغول رکھتا ہے تو پھر ان روحوں کو بہشت کی نعمتوں کو چھوڑ کر دنیا کی طرف یا قبروں کی طرف آنے کی اجازت نہیں دیتا۔"

خرافات ص۱۰: "اللہ تعالیٰ اولیاء کرام اور شہیدوں اور عوام مومنوں کی روحوں کو کبھی سبز پرندوں کی شکل میں محفوظ رکھ کر بہشت کی نعمتوں کے کھانے میں مشغول رکھتا ہے۔"

جناب "صاحب خرافات" نے روح اور جسم کے احکام کو اپنی کور فہمی سے برابر سمجھ لیا ہے۔ یا ان کو یہ معلوم ہی نہیں ہے کہ سبز پرندوں کے بدنوں میں روح کو رکھا جاتا ہے یا جسم کو۔ یہ ہے جناب کی حدیث فہمی۔ اگر جسم کے رکھے جانے کے بھی جناب قائل ہیں تو اس بے ہودہ قول کا نہ کہیں ثبوت ہے نہ کوئی سند۔ خود ہی حدیث جناب کے سر پر قیامت ڈھاتی ہے۔ نیز

خرافات میں مشغول رہنے کی وجہ سے اور وہابیہ دیوبندیہ کی ہمنوائی کے سبب جناب کو یہ پتہ ہی نہ چل سکا کہ روح کے احکام کیا ہیں۔ جناب نے تو یہی سمجھ لیا کہ جب ہم لوگ وہابیت کی لعنت اور پھٹکار سے ہمیشہ گھرے رہتے ہیں تو روح سبز پرند کے بدن میں رکھے جانے کے بعد اس سے کیوں کر باہر آ سکتی ہے۔ جناب نے تو وہابیت نوازی کی انتہا تک پہنچ جانے کی وجہ سے حقیقت کی طرف سے آنکھیں بھینچ لینے کے ساتھ ہی ساتھ اپنے وہابی سرغنوں اور دیوبندی گروؤں کے بعض بعض اقوال تک سے انکار کر دیا ہے۔

خیر۔ اب جس مظاہر حق سے خود جناب نے اپنی کم فہمی کے مطابق جا بجا اوٹ پٹانگ استشہاد کی کوشش کی ہے اسی میں نسائی شریف کی اس حدیث کا صحیح مفہوم بیان کیا گیا ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ مقید رکھنے کی غرض سے روحوں کو میوے کھانے میں مشغول رکھتا ہے اور دنیا کی طرف آنے کی اجازت نہیں دیتا ہے یہ سب باتیں "صاحب خرافات" کی بکواس ہیں۔ بغیر سند کی بے ہودہ گوئیاں ہیں۔ کیا متذکرہ بالا حدیث سے یہ مطلب نکلتا ہے؟ یا اس کی کسی شرح میں یہ بات بتائی گئی ہے؟ لیکن خرافات ہیں، خرافات ہی ہونا چاہیئے۔ جو کچھ پایا ٹھونس دیا۔ یہ اس گروہ کا پرانا طریقہ ہے!

جناب نے تو حدیث انما نسمۃ المؤمن الخ نقل کر دی مگر اس کی وضاحت سے جناب کا بھانڈہ پھوٹتا ہے۔ ذرا دیکھئے یہ بات

بس کی بھی نہیں ہے۔

خیر! ہم اس کی وضاحت کے لئے مندرجہ ذیل اقوال کو پیش کرتے ہیں اور جناب صاحب خرافات کے گروہ کے مسلم و معتمد علیہ ابن قیم کے چند اقوال بھی درج کر دیتے ہیں۔ جناب کو ان سے انس ہونا چاہئے اگرچہ حقیقت میں وہ اقوال جناب کے مذہب کے لئے زہر قاتل سے کم نہیں ہوں گے۔ ارواح کے دنیا میں اور قبور پر آنے کا ثبوت وضاحت کے ساتھ آگے دیا جائیگا۔

مظاہر حق ج۴ ص۲۵ تنبیہ۔ لکھا ہے علماء نے کہ رکھنا ارواح شہداء کا بیچ بدنوں جانوروں کے مانند رکھنے جواہر کے صندوقوں میں، بسبب تکریم و تشریف کے اور بقصد داخل کرنے ان کے بہشت میں ساتھ اس صورت کے متعلق ان ابدان کے:

کتاب الروح ابن قیم ص۱۵۱: "وانما یغلط اکثر الناس فی ہذا الموضع حیث یعتقد ان الروح من جنس ما یعہد من الاجسام التی اذا اشتغلت مکانا لم یمکن ان تکون فی غیرہ وہذا غلط محض" یعنی اس موقع پر اکثر لوگ غلط فہمی میں پڑ جاتے ہیں جس سے یہ اعتقاد کر لیتے ہیں کہ روح ان اجسام معہودہ کی جنس میں سے ہے جو کسی ایک مکان میں جب مشغول ہو جاتے ہیں ان کے لئے یہ ممکن نہیں ہوتا ہے کہ اس مکان کے علاوہ اور کسی جگہ ہوں اور یہ محض غلط ہے۔

کتاب الروح ص۱۵۲: "وللروح شان آخر غیر شان البدن" یعنی بدن کی شان روح کی شان سے مختلف ہے۔

کتاب الروح ص۱۵۲: "فللروح المطلقۃ من اسر البدن وعلائقہ وعوائقہ من التصرف والقوۃ والنفاذ والہمۃ وسرعۃ الصعود الی اللہ والتعلق باللہ ما لیس للروح المہینۃ المحبوسۃ فی علائق البدن وعوائقہ فاذا کان ہذا وہی محبوسۃ فی بدنہا فکیف اذا تجردت وفارقتہ واجتمعت فیہا قواہا وکانت فی اصل شانہا روحا علیۃ زکیۃ کبیرۃ ذات ہمۃ عالیۃ فہذہ لہا بعد مفارقۃ البدن شان آخر وفعل آخر" یعنی وہ روح جو بدن کی قید اور اس کے علائق و عوائق سے آزاد ہے، اس کے تصرف، قوت، نفاذ، ہمت، اللہ تعالیٰ کی جانب سرعت کے ساتھ جانے اور اس سے متعلق ہونے کی وہ شان ہے جو اس روح کے لئے نہیں ہے جو کمزور ہے اور بدن کے علائق و عوائق میں مقید ہے۔ جب اس کے بدن میں مقید رہنے کی حالت میں ایسا ہو تو جب وہ اس سے آزاد ہو جائے، اس سے جدا ہو جائے، اس کی قوتیں مجتمع ہو جائیں اور اپنی اصلی شان میں وہ ایک بلند پاک، بزرگ اور بلند ہمت والی روح ہو اس کے

لئے دوسری شان ہے اور دوسرا فعل ہے۔

کتاب الروح ص ۱۵ "عن اسمٰعیل بن طلحۃ بن عبید اللہ قال اردت مالی بالغابۃ فادرکنی اللیل فاویت الی قبر عبد اللہ بن عمرو بن حرام فسمعت قراءۃ من القبر ما سمعت احسن منہا فجئت الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فذکرت ذلک فقال ذلک عبد اللہ الم تعلم ان اللہ قبض ارواحہم فجعلہا فی قنادیل من زبرجد ویاقوت ثم علقہا وسط الجنۃ فاذا کان اللیل ردت الیہم ارواحہم فلا یزال کذلک حتی اذا طلع الفجر ردت ارواحہم الی مکانہم الذی کانت بہ۔ ففی ہذا الحدیث بیان سرعۃ انتقال ارواحہم من العرش الی الثری ثم انتقالہا من الثری الی مکانہا۔ ولہذا قال مالک وغیرہ من الائمۃ ان الروح مرسلۃ تذہب حیث شاءت" یعنی اسمٰعیل بن طلحہ بن عبید اللہ سے روایت ہے کہ روایت کی ان کے باپ نے کہا میں نے جھاڑی میں قضاء حاجت کا ارادہ کیا۔ رات کا وقت ہو گیا اور میں عبد اللہ بن عمرو بن حرام کی قبر کی طرف آکر ٹھکانہ پکڑا۔ میں نے قبر سے قراءت سنی۔ اس سے بہتر قراءت میں نے نہیں سنی تھی۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

پاس آیا اور اس بات کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا۔ وہ عبد اللہ تھا۔ کیا تم نہیں جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی ارواح کو قبض کرنے کے بعد زبرجد اور یاقوت کی قندیلوں میں رکھ کر جنت کے بیچ میں ان کو معلق کر دیا ہے۔ جب رات ہو جاتی ہے وہ روحیں انکی طرف لوٹا دی جاتی ہیں۔ وہ طلوع فجر تک اسی طرح رہتی ہیں۔ پھر طلوع فجر کے بعد جس مکان میں تھیں وہیں لوٹا دی جاتی ہیں۔

اس حدیث میں عرش سے زمین تک پھر زمین سے اپنے مکان تک ان کی روحوں کے انتقال کی سرعت کا بیان ہے۔ اسی لئے امام مالک اور دوسرے ائمہ نے کہا ہے کہ روح آزاد ہے جہاں چاہتی ہے چلی جاتی ہے۔

خرافات ص۸۔ "دنیا کی طرف مطلق توجہ نہیں کرتیں"۔

جناب "صاحب خرافات" متذکرہ بالا عبارتوں سے آپ کا پردہ فاش ہو چکا ہے۔ مگر اتنے ہی پر اکتفا نہیں کیا جائے گا۔ دیکھئے ابن قیم یعنی آپکے گروہ کے ایک زبردست پیر مغاں کیا لکھ رہے ہیں۔ ہم تو کہتے ہی ہیں اور کہیں گے مگر آپ کے یہ وہابی باپ دادا کیا کہہ رہے ہیں۔؟ ذرا اپنا منہ اپنے گریبان میں ڈال کر سوچئے کہ آپ نے کیا کیا ہے۔ یہ وبال کس کے سر ہے۔ ورنہ آنکھ موند کر جو قیامت آپ کے سر برپا ہوئی ہے اسے بھول جانے کی کوشش کرنے سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ ارواح کو نہ آپ مقید کر سکیں گے۔ نہ دنیا میں آنے سے آپ روک سکیں گے۔

وہ جہاں چاہیں گی جائیں گی۔ نہ آپ کے دھرم کی ان کو کوئی پرواہ ہے، نہ آپ کے خرافات کی۔

دیکھئے کتاب الروح صـ۳۲:۔

"وقال سهيل اخو حزم رأيت مالك بن دينار بعد موته فقلت يا ابا يحيى ليت شعري ماذا قدمت به على الله تعالى قال قدمت بذنوب كثيرة محاها عني حسن الظن بالله عز وجل"

یعنی سہیل نے کہا کہ میں نے مالک بن دینار کو اس کی موت کے بعد دیکھا۔ میں نے کہا اے ابو یحییٰ کاش مجھے معلوم ہوتا کہ تم کیا لے کر اللہ تعالیٰ کے یہاں پہنچے۔ کہا، بہت گناہوں کو لے کر پہنچا۔ مگر اللہ تعالیٰ سے میرا جو حسن ظن ہمیشہ تھا اس نے ان گناہوں کو مٹا دیا۔

کتاب الروح صـ۳۲:۔

"ولما مات رجاء بن حيوة رأته امرءة عابدة فقالت يا ابا المقدام الام صرتم؟ قال الى خير ولكن فزعنا بعدكم فزعة ظننا ان القيامة قد قامت قالت قلت ومم ذلك؟ قال دخل الجراح واصحابه الجنة باثقالهم حتى ازدحموا على بابها"

یعنی جب رجاء بن حیوۃ مرگیا۔ اس کو اس کی بیوی عابدہ نے دیکھا، کہا اے ابو المقدام تم کس طرف پہنچے؟ کہا خیر کی طرف، لیکن تم لوگوں سے جدا ہونے کے بعد ہم ایک بار بہت گھبرائے

اور سوچا کہ قیامت آگئی۔ اس کی بیوی کہتی ہے کہ میں نے کہا، وہ کیوں؟ کہا جراح اور اس کے ساتھی اپنے باروں کو لئے ہوئے جنت میں داخل ہوئے، یہاں تک کہ جنت کے دروازے پر ایک دوسرے کو دھکیلنے لگے۔

کتاب الروح صـ۳۳:۔

"ولما ماتت رابعة رأتها امرأة من اصحابها وعليها حلة استبرق وخمار من سندس وكانت كفنت في جبة وخمار صوف فقالت لها ما فعلت الجبة التي كفنتك فيها وخمار الصوف؟ قالت والله انه نزع عني وابدلت به هذا الذي ترين علي"

یعنی جب رابعہ کا انتقال ہوگیا اسے اس کی سہیلیوں میں سے ایک نے اس حالت میں دیکھا کہ وہ استبرق کا حلہ پہنے ہوئے ہے اور سندس کا دوپٹہ اوڑھے ہوئے ہے حالانکہ اس کو جبہ اور اونی دوپٹے میں کفن دیا گیا تھا۔ اس نے اس سے کہا تو نے اس جبہ کو جس میں تجھے کفن دیا گیا تھا اور اونی دوپٹے کا کیا کیا؟

کہا۔ اللہ کی قسم وہ کپڑے مجھ سے اتار لئے گئے اور ان کے بدلے جو کپڑے تو دیکھ رہی ہے، یہ پہنا دیئے گئے!

کتاب الروح صـ۳۳:۔

"ولما مات عبد العزيز بن سليمان العابد

رأه بعض اصحابه وعليه ثياب خضر وعلى رأسه اكليل من لؤلؤ فقال كيف كنت بعدنا وكيف وجدت طعم الموت وكيف رأيت الامر هناك؟ قال اما الموت فلا تسأل عن شدة كربه وغمه الا ان رحمة الله وارت عنا كل عيب وما تلقانا الا بفضله"

یعنی جب عبدالعزیز بن سلیمان عابد کا انتقال ہوا، ان کے دوستوں میں سے بعض نے ان کو اس حال میں دیکھا کہ وہ سبز کپڑے پہنے ہوئے ہیں اور اُن کے سر پر ایک موتی کا تاج ہے۔ انھوں نے کہا تم ہم لوگوں سے جُدا ہونے کے بعد کیسے رہے؟ موت کا ذائقہ تم نے کیسا محسوس کیا۔؟ اور وہاں کیا حال ہے؟

جواب دیا کہ بہرحال موت، اس کی تکلیف کی شدت کے بارے میں کچھ مت پوچھو۔ لیکن رحمت خداوندی نے ہمارے عیبوں کو ڈھانپ لیا اور اللہ کا فضل ہی فضل ہُوا کوئی تکلیف نہ پہنچی!

کتاب الروح ص۲۵:۔

"وقال الليث بن سعد عن موسى بن وردان انه رأى عبد الله بن ابي حبيبة بعد موته فقال عرضت على حسناتي وسيئاتي فرأيت في حسناتي حبات رمان التقطتهن فاكلتهن ورأيت

في سيئاتي خيطي حرير كانا في قلنسوتي۔

یعنی لیث بن سعد نے موسیٰ بن وردان سے یہ روایت کی کہ انھوں نے عبداللہ بن حبیبہ کو اس کی موت کے بعد دیکھا، انھوں نے کہا میرے سامنے میری نیکیاں اور میرے گناہ پیش کئے گئے۔ میں نے اپنی نیکیوں میں چند انار کے دانے دیکھے۔ میں نے ان کو چن لیا اور کھا لیا۔ اور میں نے اپنے گناہوں میں ریشم کے دو تاگے دیکھے جو میری ٹوپی میں تھے۔

کتاب الروح ص۲۹:۔

"وقال ابو جعفر السقاء صاحب بشر بن الحارث رأيت بشرا الحافي ومعروفا الكرخي رحمهما جائيان **فقلت** من اين؟ **فقالا من** جنة الفردوس زرنا كليم الله موسى۔"

یعنی ابو جعفر سقاء جو بشر بن حارث کے ساتھی تھے فرمایا کہ میں نے بشر حافی اور امام معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہما کو دیکھا۔ وہ دونوں آ رہے تھے۔ میں نے کہا کہاں سے آپ لوگ آ رہے ہیں؟ انھوں نے جواب دیا۔ جنت الفردوس سے، ہم لوگوں نے حضرت کلیم اللہ موسیٰ علیہ السلام کی زیارت کی ہے۔

خرافات ص۵:۔ "کسی بزرگ کی رُوح اس کی قبر میں موجود نہیں رہتی۔"

خرافات ص۶:۔ "شہیدوں کی روح پاک بھی قبروں

میں موجود نہیں"۔

خرافات ص۶۔: "تمام کی قبریں رُوحوں سے خالی پڑی ہیں"۔

خرافات ص۷: "انبیاء مرسلین صلوات اللہ علیہم اجمعین کے ارواح مقدسات واجسام طیبات کے علاوہ اور کسی کی رُوحیں اور جسمیں قبروں میں ثابت رہنے کا کوئی ثبوت نہیں"۔

خرافات ص۶: "اولیاء کرام اور شہداء عظام وغیرہ کی قبریں رُوح اور جسم سے خالی رہنا صحیح حدیثوں سے ثابت ہوئیں"۔

خرافات ص۱۰: "بزرگوں کی قبروں کا رُوح اور جسم سے خالی ہونا ثابت ہوا"۔

پہلے تو "صاحب خرافات" نے رُوحوں کو سبز پرندوں کے بدنوں میں مقید ومحبوس کرنے کی کوشش کی، مگر ناکام۔ بعد ازاں دُنیا میں آنے جانے سے ان کو یہ کہہ کر روکنے کی کوشش کی کہ اللہ تعالیٰ اُن کو مقید رکھنے کی غرض سے جنت میں میوے کھانے میں مشغول رکھتا ہے۔ دنیا میں جانے کی اجازت ہی نہیں دیتا ہے اور ارواح سبز پرندوں کے بدنوں میں محفوظ رہتی ہیں۔ مگر ان کی یہ تجویز اس کارآمد نہ ہوئی، باری تعالیٰ نے ان کو اجازت دے دی۔ نہ مقید کیا نہ اس طرح محفوظ کر دہ کہیں جا آ نہ سکیں اور رُوحیں حسب منشأ آتی جاتی تھیں، آتی جاتی ہیں اور آتی جاتی رہیں گی۔

کوئی پاگل کس قدر خرافات بکے۔ کوئی بے ہودہ کس قدر فضول

باتیں بکے، ان کو کوئی پرواہ نہیں ہے۔

آگے یہ بھی ذکر کیا جائے گا کہ "صاحب خرافات" نے ارواح کو دنیا کے اور ان کے خویش واقرباء کے حالات سے غافل بنانے کی کوشش کی ہے اور وہاں بھی دال نہیں گلی ہے۔ گویا یہ ویسی ہی بات ہے کہ کوئی پٹتا رہتا ہے اور یہ بھی کہتا جاتا ہے کہ اب کی مار تو دیکھوں۔

استاد ذوق مرحوم کا ایک شعر یاد آتا ہے۔ اگرچہ صاحب خرافات اپنے کو سید لکھتے ہیں، پھر بھی وہ شعر ہم لکھے دیتے ہیں۔ وہابی، وہابی ہے اپنے کو سید کہے، خواہ شیخ اور شعر کے مفہوم میں عموم ہے، کوئی بات نہیں ہے۔ شعر:

تھے دو گھڑی سے شیخ جی شیخی بگھارتے
وہ ساری شیخی ان کی جھڑی دو گھڑی کے بعد

جناب "صاحب خرافات"! کچھ تو عقل ہونی چاہیئے۔ آپ نے حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا نام سُنا ہوگا، نہیں تو ہم سُنا دیتے ہیں۔ آپ کے دیوبندی گروپ کے سب وہابی ان کو مانتے ہیں۔ انھیں کے سلسلے سے اپنے کو متصل بتاتے ہیں، ان کے اقوال کو مسلم جانتے ہیں۔ ذرا انھیں سے پوچھیے کہ حضرت آپ نے تفسیر عزیزی میں کیا تحریر فرمایا ہے۔ اور آپ نے یہ کیوں کر لکھ دیا؟

جناب صاحب خرافات، اگر آپ اپنے کو جناب شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا نمک خوار سمجھتے ہیں تو آپ نے ایسی ناشائستہ حرکت کیوں کی؟ اور اگر ایسا نہیں تو ہمیں بتا دیجیے کہ آپ دنیا کے وہابیوں سے آخر کتنے جوتے آگے بڑھنا چاہتے ہیں؟

دوسرے آپ کے پیر مغاں مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی کیا تحریر فرما رہے ہیں، آپ کو معلوم ہے؟ وہ ولی، عامی ہر ایک کی روح کے قبر میں زندہ رہنے کے قائل ہیں۔ آپ کو ان کا بھی کچھ پاس نہ رہا؟ لیجئے ابھی آگے آگے ارواح کے قبور پر آنے کی استشہاد میں اچھی خاصی تعداد میں اقوال معتبرہ پیش کئے جا رہے ہیں۔

خرافات ص۱۲: "بعد موت کے میت کے میت کی قبر کی زیارت ہوتی ہے نہ میت کی۔"

صاحب خرافات، کیا آپ اب بھی روح کو قبر پر آنے سے روکیں گے؟ اگر اس کی بھی جرأت کر رہے ہوں تو یہ بے کار ہے۔ آپ کو ابھی ابھی حقیقت معلوم ہو جائے گی اور آپ کی حقیقت نیز آپ کے خرافات کی حقیقت دنیا کے سامنے آ جائے گی۔ آپ یہ نہ سمجھیں کہ آپ کا راز فاش نہ ہوگا۔ خود آپ ہی کے گروپ کے سرغنے آپ کی پردہ دری کر رہے ہیں۔ کہئے کہیں روح کو مردہ کہنے کا تو خیال نہیں ہے؟

خرافات ص۱۱: "حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دفن کے بعد حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا پردہ کرنا حضرت عائشہ کے زہد پر دلالت کرتا ہے چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان الروح اذا قبض تبعہ البصر"

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس پردے کو جناب "صاحب خرافات" نے زہد پر محمول کر لیا۔ مگر اس سے پہلے یہ ذکر کیا جا چکا ہے کہ یہی حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا مکہ مکرمہ تشریف لا کر اپنے بھائی کی قبر پر گئی ہیں، اور ان سے گفتگو بھی کی ہے۔ اس کو بھی آپ نے غلط ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے،

اس کا ذکر آگے کیا جائے گا۔

ہر چند آپ نے تاویلات سے "خرافات" کو بھرنے کی کوشش کی ہے مگر بے ہودہ تاویلات بھی کہیں کام دیتی ہیں؟

لیجئے انھیں حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی چند اقوال آگے آ رہے ہیں جن کا مطلب یہ ہے کہ مُردے کی ہڈیوں کو توڑنا، زندہ کی ہڈیوں کو توڑنے کی برابر ہے۔ کہیں یہاں احترام جسم پر محمول کرنے کا ارادہ تو نہیں ہے؟ آپ کے دھرم میں مُردہ جسم کے احترام کی کیا ضرورت ہے؟

کتاب الروح سے انھیں صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ایک حدیث بھی آگے نقل کر دی جائے گی جس میں یہ کہا گیا ہے کہ جب کوئی آدمی کسی قبر پر جا کر بیٹھتا ہے تو اس صاحب قبر کو اس سے انس ہوتا ہے، اب کہئے۔ اور اپنے سر کی خیر منائیے۔ کہیں آپ گنجے تو نہیں ہیں؟ نیز جس خامی کے ہونے پر جناب بہت اچھلتے ہیں اسی میں زیارت کے آداب بتائے گئے ہیں اور قبر میں روح کے رہنے اور اس کے مدرک ہونے کا بیان موجود ہے۔ جس مظاہر حق سے جناب نے جا بجا استدلال کرنے کی کوشش کی ہے اسی میں روح کے قبر میں رہنے کا اور زیارت کا بیان ہے۔ غالباً جناب نے یہ کتاب پڑھی نہیں ہے۔ دوسرے وہابیوں کی عبارتیں نقل کر دی ہیں۔

خرافات ص۲: "لان المیت لا یخاطب بالسلام لانہ لیس اھلا للخطاب قال بعض الفضلاء وفیہ نظر لانہ ورد انہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یسلم علی اھل القبور علی ان المقصود منہ الدعاء لا الخطاب

كذا فی الطحطاوی علی مراقی ص۳۴"

جناب "صاحب خرافات" کی کتب فہمی کا کیا کہنا۔ اس عبارت میں علی القبور تک جو عبارت ہے وہ جوہرہ سے علامہ طحطاوی نے نقل کی ہے اور اس میں بحر سے اس میں تو یہ بتایا گیا کہ بعض افاضل میت سے خطاب کرنے کے قائل ہیں اور اس کی تائید میں حدیث پیش کی ہے۔ یاد رہے کہ تربت سے جسم مراد نہیں ہے۔ علامہ طحطاوی کا قول عرف علی ان المقصود منہ الدعاء لا الخطاب ہے اور اصل کتاب میں علی اهل القبور کے بعد "اه" ہے جسے صاحب خرافات نے اڑا دیا ہے، علامہ طحطاوی نے اگر اتنا کہا کہ دعا مقصود ہے نہ کہ سلام تو اس سے کیا ہوا؟

عام موتیٰ کے حق میں دعا کرنا ہی مقصود ہوتا ہے اس سے کس کو انکار ہے؟! اگر طحطاوی کی عبارت سے جناب بالطاقت استدلال کے شوقین ہیں خواہ وہ عبارت کسی کی ہو تو آگے یہ بھی ہو جائے گا، مگر کیا فائدہ؟

استدلال کا شوق تو بہت ہے مگر عقل پر پتھر پڑا ہوا ہے۔ جناب تو صحیح حدیثیں بہت نقل کرتے ہیں اور استدلال کرنے کی کوشش کرتے ہیں مگر حدیث سمجھی بھی ہے؟

اور ہاں یاد آیا۔ جناب کی زبان سبحان اللہ۔ "روحیں اور جسمیں" کیا خوب۔ دہلی اسکول یا لکھنؤ اسکول میں تو کسی نے ایسی زبان استعمال نہیں کی ہے۔ ہیں بہاولپور میں اردو کا نیا اسکول تو آباد نہیں ہو گیا ہے کہ ہم زبان اردو کے پروانے آپ کی حقیقت کو سمجھتے۔ بلکہ آپ ہی بزم اردو کی شمع فروزاں بنائے جاتے۔

آپ کی چار سو بیسی ہم کہاں تک شمار کریں؟ قبروں پر جوتے پہن کر چلنے کو درست ثابت کرنے کی کوشش میں آپ قبر میں ارواح کا رہنا ثابت کرتے ہیں اور سماع موتیٰ بھی۔ اسی لئے آپ نے طحطاوی علی مراقی کی عبارت بھی پیش کی ہے۔ مگر یہاں قبور تک بلکہ دنیا تک ارواح کا آنا آپ کے نزدیک باطل ہے۔

آپ نے "خرافات" میں یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ کوئی روح دنیا کی طرف یا گھر کی طرف مطلق نہیں آتی۔ نکیرین کا جواب دینے کے لئے قبور میں آنا مطلق آنے میں داخل ہے یا نہیں؟

مگر جناب ان باتوں کو کیا سمجھیں گے۔ وہاں بھی جناب نے یہ بجّر لگا دی ہے کہ منکر نکیر کے سوال کا جواب دینے کے لئے مردے کو جان ڈال کر زندہ کرتے ہیں تو اس وقت دفن دے کر لوٹ آنے والوں کی جوتیوں کی آواز مُردہ سُن لیتا ہے اور خاص طور پر اللہ تعالیٰ نے جنگ بدر کے کنوئیں والے مُردوں میں آنحضرت کی بات سُننے کی قوت دی تھی۔ پس ان دو حالتوں کے سوا کوئی مُردہ سُنتا ہی نہیں ہے۔

غالباً اس تخصیص کا علم جناب کو خاص طور پر ابلیس سے حاصل ہوا ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ میٹھا میٹھا ہپ ہپ۔ کڑوا کڑوا تھو تھو۔ خیر لیجئے، جن مسائل کو آپ نے مسخ کر کے دنیا کے سامنے پیش کیا ہے ان کی حقیقت اب سامنے آئی جاتی ہے۔

تفسیر عزیزی پارہ عم ص۱۲۵ ہے۔

"و تعلقے بہ قبر نیز ایں ارواح را می باشد

کہ بحضور زیارت کنندگان و اقارب و دیگر دوستان بر قبور مطلع و مستانس می گردند زیرا کہ روح را قرب و بعد مکانے مانع این دریافت نمی شود۔"

یعنی ان ارواح کو اپنی قبروں سے ایک قسم کا تعلق ہوتا ہے۔ وہ یہ کہ جب زائرین و اقرباء و دیگر احباب ان کی قبروں پر حاضر ہوتے ہیں تو ان کو اطلاع ہوتی ہے اور وہ ان سے مانوس ہوتی ہیں۔ روح کے لئے کسی مکان کا قرب یا بعد مانع ہو سکتا ہے ایسا نہیں سمجھنا چاہیئے۔

تفسیر عزیزی پارہ عم صفحہ ۲۲۴:۔

"حضرت میکائیل را فرمان می شود کہ آں جان را در مقر جان ہائے مومناں و نیکوکاراں بردہ و داخل نمائید و گور را فراخ گردانید تا راحت و آسائش باو برسد۔"

یعنی حضرت میکائیل علیہ السلام کو حکم ہوتا ہے کہ اس روح کو مومنین اور نیک لوگوں کی ارواح کی قرارگاہ میں لے جا کر داخل کرو اور اس کی قبر کو کشادہ کر دو تا کہ اسے راحت و آسائش پہنچے۔

فتاوی رشیدیہ صفحہ ۹۳:۔

روح کو حیات ہوتی ہے۔ قبر میں سب کی روح زندہ ہے، ولی ہو یا عامی۔

فتاوی عالمگیری صفحہ ۳۹۶ جلد ۵:۔

"ویجعل ثوابها للمیت یبعث اللہ تعالی الی المیت فی قبرہ نورا۔"

یعنی زائر سورۂ اخلاص وغیرہا کی تلاوت کرے اس کا ثواب میت کی نذر کر دے۔ اس سے اللہ تعالی میت کے پاس قبر میں ایک نور بھیجے گا۔

کتاب الروح صفحہ ۱۵:۔

"وهذہ بینات ان عرض مقعد المیت علیہ من الجنۃ والنار لا یدل علی ان الروح فی القبر ولا علی فنائہ دائما من جمیع الوجوہ بل لها اشراف واتصال بالقبر۔"

یعنی مقعد میت خواہ وہ جنت ہو یا جہنم ہو اس کا میت کے آگے پیش کیا جانا اس بات پر دلالت نہیں کرتا ہے کہ وہ ہمیشہ قبر یا اس کے میدان (قبرستان) میں تمام وجود سے رہتا ہے بلکہ قبر سے اسے ایک قسم کا اشراف واتصال ہوتا ہے۔

مظاہر حق صفحہ ۸۲ جلد ۲:۔

"اور کہا مظہر نے کہ زیارت میت کی مانند ملاقات اس کی کے ہے حالت حیات اس کی میں منہ کر سامنے منہ اس کے کے پھر اگر تھا زندگی میں جب تھا اس سے بیٹھتا تھا دور بسبب ہونے اس کے کے عظیم القدر

پس اسی طرح زیارت اس کی میں کھڑا رہے یا بیٹھے دور
اس سے اور اگر بیٹھتا تھا قریب اس سے حالت
حیات اس کی میں اسی طرح بیٹھے قریب اس کے
جب زیارت کرے اس کی۔

مظاہر حق ص۹۵ جلد ۲:۔

"اس میں دلیل ہے اس پر کہ لحاظ میت کا کرے
وقت زیارت کے مانند لحاظ اس کے کے حالت حیات
اس کی میں۔"

مظاہر حق ص۹۵ جلد ۲:۔

"روایت ہے کہ عقبہ بن عامر صحابی سے کہا کہ اگر
روندوں میں آگ یا پاؤں رکھوں تیزی تلوار کی پر
یہاں تک کہ کٹ جاوے پاؤں مرا محبوب تر ہے طرف
مرے اس سے کہ چلوں میں کسی شخص کی قبر پر
اور برابر ہے مرے نزدیک کہ قبروں میں بول و
براز کروں میں یا بازار میں سامنے لوگوں کے کہ لوگ دیکھتے
ہوں۔"

مظاہر حق ص۹۵ جلد ۲:۔

"اور ابن ابی الدنیا نے سلیم بن عفیر سے روایت
کی ہے کہ وہ گذرے ایک مقبرے پر اس حال
میں کہ ان کو زور کا پیشاب لگا ہوا تھا۔ پس کہا
لوگوں نے کہ اتر کر پیشاب کر لو کہا سبحان اللہ

قسم ہے اللہ کی میں حیا کرتا ہوں مُردوں سے جیسے کہ
حیا کرتا ہوں زندوں سے۔"

مظاہر حق ص۹۶، جلد ۲:۔

"روایت ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں کوئی گذرے
اپنے بھائی مومن کی قبر پر کہ وہ پہچانتا تھا اس کو
دنیا میں پھر سلام کرے اس پر مگر کہ پہچانتا ہے
وہ اس کو اور جواب دیتا ہے اس کو سلام کا۔"

اشعۃ اللمعات ص۷۶۲، جلد ۱:۔

"و دریں حدیث دلیلے واضح ست بر حیات
میت و علم وے و آنکہ واجب ست احترام میت
نزد زیارت وے۔"

یعنی اس حدیث میں حیات سب اس کے علم
اور اس بات پر ایک واضح دلیل ہے کہ اس کی زیارت
کے وقت اس کا احترام واجب ہے۔

فتح القدیر ص۳۰۱، جلد ۱:۔

"الاتفاق علی ان حرمۃ المسلم کحرمتہ
حیا۔"

یعنی اس بات پر اتفاق ہے کہ مسلمان میت کی
حرمت بالکل مسلم زندہ کی حرمت کی طرح ہے۔

سنن ابی داؤد ص۴۵۸:۔

"عن عائشة رضی اللہ عنہا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال کسر عظم المیت ککسرہ حیاً"

یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میت کی ہڈیوں کو توڑنا زندہ آدمی کی ہڈیوں کو توڑنے کی برابر ہے۔

شامی ص۸۴۷، جلد ۱۔

"وان جلس یجلس بعیدا او قریبا بحسب مرتبتہ فی حال حیاتہ"

یعنی زائر اگر قبر کے پاس بیٹھے تو اس میت کی زندگی میں اس کا جو مرتبہ تھا اسی کے اعتبار سے دور یا اس کے پاس بیٹھے۔

صحیح البخاری ص۱۷۸، جلد ۱۔

"عن انس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال العبد اذا وضع فی قبرہ وتولی وذھب اصحابہ حتی انہ لیسمع قرع نعالھم"

یعنی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب بندہ قبر میں رکھ دیا جاتا ہے اور اس کے احباب لوٹ کر چلتے ہیں تو وہ ان کی جوتیوں کی آہٹ کو سنتا

۶۔

الجوہرة النیرة ص۱۳۳، جلد ۱۔

"وروی ان عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ قال وھو فی سیاق الموت اذا انا مت فلا تصحبنی نائحة ولا نار فاذا دفنتمونی فشنوا علی التراب شنا ثم اقیموا حول قبری قدر ما ینحر جزور ویقسم لحمھا حتی استانس بکم وانظر ماذا اراجع رسل ربی۔ قولہ فشنوا علی التراب بالشین المعجمة ای صبوہ قلیلا قلیلا"

یعنی مروی ہے کہ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے سیاق موت میں فرمایا کہ جب میں انتقال کر جاؤں کوئی ماتم گر عورت میرے جنازے کے ساتھ نہ جائے نہ آگ۔ جب تم لوگ مجھے دفن کر چکو مجھ پر مٹی ڈالو۔ پھر میری قبر کے گرد اتنی دیر تک کھڑے رہو جتنی دیر میں اونٹنی ذبح کی جاتی ہے اور اس کا گوشت تقسیم کر دیا جاتا ہے تاکہ میں تم لوگوں سے مانوس ہو جاؤں اور دیکھوں کہ میں اپنے رب کے فرشتوں کو کیا جواب دیتا ہوں (صاحب جوہرہ فرماتے ہیں) فشنوا علی التراب شین معجمہ سے ہے یعنی تھوڑی تھوڑی سی مٹی ڈالنا۔

فتاوی عالمگیری ص۳۱۶، جلد ۵۔

"وکیفیتہا الزیارۃ کزیارتہ ذلک المیت فی حیاتہ من القرب والبعد کذا فی خزانۃ الفتاوی۔"

یعنی زیارت کی کیفیت ایسی ہے جیسی کہ اس میت کی زندگی میں اس کی زیارت میں قرب و بعد کی کیفیت تھی۔ خزانۃ الفتاوی میں ایسا ہے۔

شامی ص۸۴۳، جلد۱:۔

"ثم من آداب الزیارۃ ما قالوا من انہ یاتی الزائر من قبل رجلی المتوفی لا من قبل راسہ لانہ اتعب لبصر المیت۔"

یعنی پھر زیارت کے آداب میں سے یہ قول بھی ہے کہ زائر میت کے پیروں کی جانب سے آئے نہ کہ سر کی طرف سے اس لئے کہ اس سے میت کو اس کا زائر کو دیکھنا تکلیف دہ ہوتا ہے۔

کتاب الروح ص۶:۔

"عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من رجل یزور قبر اخیہ ویجلس عندہ الا استانس بہ ورد علیہ حتی یقوم۔"

یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب بھی

کوئی آدمی اپنے بھائی کی قبر کی زیارت کرتا ہے اور اس کے پاس بیٹھتا ہے وہ اس سے مانوس ہوتا ہے اور اس کے سلام کا جواب دیتا ہے، یہاں تک کہ وہ وہاں سے اٹھ جائے۔

کتاب الروح ص۶:۔

"عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال اذا مر الرجل بقبر اخیہ یعرفہ فسلم علیہ رد علیہ السلام وعرفہ واذا مر بقبر لا یعرفہ فسلم علیہ رد علیہ السلام۔"

یعنی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آپ نے فرمایا کہ جب آدمی اپنے ایسے بھائی کی قبر سے گزرتا ہے جو اسے پہچانتا ہے اور اس پر سلام کرتا ہے وہ اس کے سلام کا جواب دیتا ہے اور اسے پہچانتا ہے اور جب ایسے آدمی کی قبر سے گزرتا ہے جو اسے نہیں پہچانتا ہے اور سلام کرتا ہے تو وہ اس کے سلام کا جواب دیتا ہے۔

سنن ابن ماجہ ص۱۱۳:۔

"عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لان یجلس احدکم علی جمرۃ تحرقہ خیر من ان یجلس علی قبر۔"

یعنی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے،

فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی آدمی انگاروں پر بیٹھے اور وہ اسے جلائیں یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ کسی قبر پر بیٹھے۔

کتاب الروح ص۶۳:-

"والروح لم تزل متعلقة ببدنها وان بلی وتمزق"

یعنی روح کا تعلق ہمیشہ بدن سے رہتا ہے خواہ وہ کہنہ کیوں نہ ہو جائے، ریزہ ریزہ کیوں نہ ہو جائے۔

کتاب الروح ص۶۳:-

"فانها وان فارقته وتجردت عنه فانها لم تفارقه فراقا کلیا بحیث لا یبقی لها التفات الیها البتة"

یعنی روح اگرچہ بدن سے جدا ہو جاتی ہے لیکن اس کا یہ فراق، فراقِ کلی نہیں ہوتا کہ اس کی طرف کوئی التفات ہی نہ ہو۔

طحطاوی علی المراقی ص۳۶۲:-

"واخرج ابن ابی الدنیا والبیهقی فی الشعب عن محمد بن واسع قال بلغنی ان الموتی یعلمون بزوارهم یوما الجمعة ویوما قبله ویوما بعده وقال ابن القیم الاحادیث

والآثار تدل علی ان الزائر متی جاء علم به المزور وسمع سلامه وانس به ورد علیه وهذا عام فی حق الشهداء وغیرهم وانه لا توقیت فی ذلک قال وهو اصح من اثر الضحاک الدال علی التوقیت"

یعنی ابن ابی الدنیا نے اور بیہقی نے شعب الایمان میں محمد بن واسع سے یہ اخراج کیا ہے، انھوں نے کہا کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ اموات جمعہ کے دن اس سے ایک دن پہلے اور اس کے ایک دن بعد اپنے زائرین کو پہچانتے ہیں اور ابن قیم نے کہا کہ احادیث اور آثار اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ زائر جب بھی آتا ہے، مزور کو اس کا علم ہوتا ہے اور وہ اس کا سلام سنتا ہے اس سے مانوس ہوتا ہے اور اس کے سلام کا جواب دیتا ہے۔ اور یہ شہداء رضی اللہ عنہم اور ان کے غیر ہر ایک کے حق میں عام ہے اور کوئی خاص وقت نہیں ہے۔ فرمایا، یہ ضحاک کے اثر سے جو توقیت پر دلالت کرتا ہے، اصح ہے۔

خرافات ص۴۷:-

"دنیا کی خبروں سے ایک دم بے خبر اور غافل رہتی ہیں"

خرافات ص۵۰:-

"کسی خویش و اقرباء کی طرف یا دنیا کی طرف مطلق توجہ نہیں کرتیں"۔

"صاحب خرافات" خود تو حقیقت دین سے غافل ہیں اور خرافات میں مشغول۔ سمجھتے ہیں کہ سب میری طرح ہیں۔ یہاں تک کہ روحیں بھی۔ مگر بھولے بھالے مسلمانوں کو دھوکا دے کر وہابیت کی طرف دھکیل لے جانے کی ان کی کوششیں سب رائیگاں ہیں۔ جو سندیں گزریں اور جو آگے پیش کی جائیں گی ان سے مسلمان سمجھ جائے گا کہ حقیقت میں وہ باتیں خرافات تھیں اور اصل یہ ہے۔ وہابیت کی باتیں نہ کبھی چلی ہیں نہ آج چلیں گی۔ ارواح کے دنیا میں، قبور پر اور خویش و اقرباء کی طرف آنے کے اثبات میں جو احادیث و اقوال پیش کیے جا چکے ہیں وہی بہت ہیں، پھر بھی اور دو ایک قول پیش کیے دیتے ہیں۔

کتاب الروح ص۱۶۱۔

"وصح عن عمرو بن دینار انہ قال ما من میت یموت الا وھو یعلم ما یکون فی اھلہ بعدہ"۔

یعنی عمرو بن دینار سے یہ روایت صحیح ہے کہا کہ جو بھی آدمی مرجاتا ہے وہ اپنے بعد اپنے اہل و عیال میں جو کچھ ہوتا ہے، جانتا ہے۔

کتاب الروح ص۱۶۱۔

"وصح عن مجاھد انہ قال ان الرجل یبشر

فی قبرہ بصلاح ولدہ من بعدہ"۔

یعنی مجاہد سے یہ روایت صحیح ہے کہا کہ آدمی اپنی موت کے بعد اپنی اولاد کے سدھرنے سے قبر میں خوش ہوتا ہے۔

اب بتائیے جناب "صاحب خرافات"! آپ نے تو کھینچ دیا کہ روح نکلنے کے بعد جسم کو دفن کر کے محفوظ کر دیتے ہیں (خرافات صفحہ ۱۰) اب ذرا اس کا مفہوم واضح کیجئے۔ روحیں تو مرسل ہیں۔ جہاں چاہتی ہیں جاتی ہیں آتی ہیں۔ اس کا ثبوت بھی ہو چکا۔ اب آپ ہی فرما دیجئے، جسم کس طرح محفوظ ہوتا ہے؟

سب جانتے ہیں کہ انبیاء کرام صلوات اللہ علیہم اور شہداء کرام اور بزرگان دین علیہم الرحمۃ کے سوا اور لوگوں کے اجسام سڑ جاتے ہیں گل جاتے ہیں، مٹی میں مل جاتے ہیں۔ صرف اجزاء اصلیہ باقی رہتے ہیں اور ارواح بھی۔ مگر آپ نے کہا کہ جسم بھی محفوظ کر دیا جاتا ہے اور ہو ـــ سمجھ میں آیا ـــ یعنی روح کو الگ رکھنے کے لئے قبر میں اس کی حفاظت کی جاتی ہے تاکہ روح کا نفوذ وہاں تک نہ ہو سکے ـــ واقعی، جناب بڑی دور کی کوڑی لائے ہیں کہیے کس طرح داد دی جائے، اگر واقعی جناب نے یہی مراد لیا ہے تو مسلمانوں پر یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ روح کا بہرحال ایک تعلق بدن سے رہتا ہے، خواہ وہ بدن جناب کے قول کے مطابق قبر میں محفوظ ہو یا کسی حیوان کے پیٹ میں ہو، آگ میں ہو یا پانی میں۔ خواہ گل جائے، خواہ سڑ جائے۔ وہابی، دیوبندی گروہ کے مسلم شاہ عبدالعزیز صاحب علیہ الرحمۃ

بھی بھی فرما چکے ہیں۔ رہی آپ کی اپنی رائے! بھلا اس کا کیا کہنا ہے۔ جواب نہیں ہے۔ مان نہ مان، میں تیرا مہمان۔ وہابیوں کے پیر مغاں مولانا گنگوہی خود رقم طراز ہیں کہ ہر ایک کی روح قبر میں ہوتی ہے۔ مگر جناب "صاحب خرافات" ہیں کہ مرغے کی ایک ٹانگ بنے ہوئے ہیں۔

خرافات ۵۶:-

"تفسیر کبیر میں اسی آیت کے تحت میں لکھا ہے کہ جب بدن میں روح اور روح میں عقل ہوتی ہے تو انسان زندہ اور عاقل کہلاتا ہے اور وہ آزاد رہنے کے قابل بھی ہے اور اگر جسم میں روح ہو اور عقل نہ ہو تو وہ انسان دیوانہ کہلاتا ہے تو اس وقت آزاد رکھنا مناسب نہیں تو اس کو قید اور بند میں رکھنا ضروری ہے اسی طرح جبکہ روح جسم سے نکل جاتی ہے تو عقل بھی زائل ہو جاتی ہے تو اس وقت روح آزاد رکھنے کے قابل نہیں۔"

فرقہ وہابیہ کو عبارتیں گڑھنے میں بڑی مہارت ہے۔ یہ ان کا آبائی پیشہ ہے۔ مرزا غالب تو یہ کہہ گزرے کہ ؎

سو پشت سے ہے پیشۂ آبا سپہ گری
کچھ شاعری ہی باعث عزت نہیں مجھے

مگر جناب "صاحب خرافات" کہتے ہیں کہ سو پشت سے پیشۂ آبا عبارتیں گڑھنا ہے، اگر کہیں بے محل نہ لیلیں لکھ دیتا ہوں تو مجھے اس پر کوئی فخر نہیں ہے ـــ پھر روح کے جسم سے نکل جانے سے عقل بھی روح سے

نکل جاتی ہے، یہ بات تفسیر کبیر میں کہاں ہے؟ لیکن بچھو کچھوے کی پیٹھ پر سوار ہو کر بھی ڈنک مارتا ہے۔

"صاحب خرافات" دن دہاڑے لوگوں کے ایمان کو خراب کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ نہیں سمجھتے کہ ایسا نہیں کہ ان خرافات کو صرف وہابی ہی دیکھ کر میری داد دیں گے اسے اہل حق بھی دیکھ سکتے ہیں اور اس کی دھجیاں اڑا سکتے ہیں۔

جناب "صاحب خرافات"، خدارا کچھ تو دیانتداری سیکھئے۔ اس بات کی تو آپ امید نہ رکھیں کہ مسلمان ہمیشہ دھوکے کھاتا رہے گا۔ ہاں، آپ خود اپنا ایمان کھوئے بیٹھے ہیں۔ اگر یہی دولت آپ حاصل کر لیں تو عقبیٰ میں اچھے رہئے گا۔

خرافات ۵۷:-

"انبیاء و مرسلین صلوات اللہ علیہم اجمعین کے ارواح مقدسات و اجسام طیبات کے علاوہ اور کسی کی روحیں اور جسمیں قبروں میں ثابت رہنے کا کوئی ثبوت نہیں ورنہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اور غیر نبی میں کوئی فرق نہیں رہے گا۔"

سبحان اللہ! یہ ہے "صاحب خرافات" کا مذہب، نبی اور غیر نبی میں اگر کوئی امتیاز ہے تو بس وہ یہی ہے۔ جناب صاحب خرافات، ذرا یہ تو بتائیے کہ زندگی میں ہر شخص کا بدن اور روح دونوں باقی رہتے ہیں اسے ہر آدمی جانتا ہے۔ تو سیدھا نتیجہ یہ ہوا کہ موت سے قبل نبی اور غیر نبی میں کوئی امتیاز ہو ہی نہیں سکتا صحیح دیدہ

ہے، آیات کریمہ، تفاسیر اور فقہ کی معتبر کتب سے جناب کی سمجھ میں اگر کوئی بات آئی تو وہ یہی ہے۔ یہ ہے جناب کا تفقہ اور تبحر۔ کیا خوب!

حقیقت یہ ہے کہ وہابیوں، دیوبندیوں سے کسی کو دیانتداری کی اُمید نہیں رکھنا چاہیے۔ وہ جو چاہتے ہیں دُھر گھسیٹتے ہیں۔ ایک تو ان لوگوں کی مت ماری گئی ہے، دوسرے مسلمانوں کو بہکانے پر برانگیختہ کرنے کے لئے شیطان ان لوگوں کے سر پر سوار رہتا ہے۔ نہ غیرت ہوتی ہے نہ شرم و حیا۔ نبی اور غیر نبی میں جناب کے مذہب میں اس کے سوا اور کوئی فرق نہیں ہے۔ کہیں جناب نے زندگی میں بھی غیر نبی کو رُوح سے محروم قرار تو نہیں دیا ہے؟ اگر ایسا کیا ہو تو واقعی آپکی قابلیت کے آگے عرب و عجم کے علماء کو سر خم کرنا چاہئے۔ آپ ایسا عالم، فرزانہ اور فاضل دانا ہزاروں سال بعد ٹپکا دیا جاتا ہے، آپ ہی کی شان ایسی ہے۔ شعر:

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

خیر! ہمیں یہ عرض کرنا ہے کہ آپ کا یہ دعویٰ بلا دلیل ہے۔ احادیث کریمہ یا اہل حق کے اقوال سے حقیقت ظاہر ہو چکی ہے اور خود آپ ہی کے گروپ کے لیڈر آپ کے سینے پر مونگ دل گئے ہیں۔

خرافات صہ ۸ :

"اسی طرح پیر پرست بھی قبروں کی زیارت (عرس) کے لئے چاند کے حساب سے ایک دن مقرر

کر کے سب اکٹھے جمع ہوتے ہیں"

انبیاء کرام اور بزرگانِ دین علیہم الرحمۃ جن سے بے شمار فیوض و برکات حاصل ہوتے ہیں، جس کا اعتراف جناب کے وہابی باپ داداؤں نے بھی کیا ہے، ان کی قبور کی زیارت کو اہل ہنود کے تیوہاروں سے تشبیہ دیدی۔

جناب صاحب خرافات! آپ کے بزرگوں کی کیا رائے ہے، یہ تو ہم آگے ذکر کریں گے لیکن یہاں صرف اتنا کہنا ہے کہ آپ نے اپنے اس قول سے عالم اسلام پر کیا کیا ہے معلوم ہے؟ آپ کے مسلم علامہ شامی آپ کی تردید میں روایت پیش کر رہے ہیں اور اس روایت میں خود آفتاب رسالت ماہتاب نبوت سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر سال کے اوائل میں قبور شہداء پر آنے کا بیان ہے۔ اب آپ ہی بتائیے کہ جس فعل کو آپ نے ناجائز اور حرام کہا اسی کا ثبوت خود سرکار سے ہو رہا ہے۔ آپ کا یہ فتویٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر لگا یا نہیں؟ اور حضور آپ کے مذہب کے مطابق مرتکب حرام ہوئے کہ نہیں؟ نعوذ باللہ من ذلک۔

یہ ہے وہابیوں کا مذہب، یہ ہے دیوبندی مسلک۔ بانیٔ شریعت مؤسس دین اسلام فخر رسل سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں ایسی ایسی گستاخیاں یہ لوگ کرتے ہیں۔ کبھی خدا کو جھوٹا بناتے ہیں۔ کبھی رسول کو چمار کی طرح بتاتے ہیں۔ یہ ہے ان کا ایمان۔ اگر اسی کا نام ایمان ہے تو لعنت ہو ایسے ایمان پر۔ ہم باز آئے اس سے۔ خیر دیکھئے علامہ شامی کیا لکھتے ہیں۔

شامی ص۶۴۳، جلد ۱:-

"روی ابن ابی شیبۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یاتی قبور الشہداء باحد علی راس کل حول۔"

یعنی ابن ابی شیبہ نے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال کے اوائل میں احد میں شہداء کی قبور پر تشریف لے جاتے تھے۔

خرافات ص۱۰:- "قبروں کے پاس چراغ جلانا جائز نہیں۔"

خرافات ص۱۱:- "عن ابن عباس قال لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زائرات القبور والمتخذین علیہا المساجد والسرج۔"

خرافات ص۱۲:- "اور قبروں کے پاس چراغ جلانا حرام ہے۔"

مسلمانوں کو ان خرافات سے دھوکا نہیں کھانا چاہئے۔ صاحب خرافات نے اپنے جذبۂ وہابیت سے مسلمانوں کو بہکانے کے لئے حسب منشأ جو چاہا تحریر دیا، جو چاہا ادھر گھسیٹا۔ حقیقت میں ذکر اور تلاوت کے لئے اگر قبور کے پاس چراغ روشن کیا جائے تو کوئی حرج نہیں۔ مذکورہ بالا حدیث میں خود ناجائز فعل شامل ہے، مثلاً قبور کو سجدہ کرنا، اس کی وجہ سے محض ذکر و تلاوت کے لئے چراغ روشن کرنا ناجائز نہیں ہو جائے گا۔ مجمع بحار الانوار جناب "صاحب خرافات" نے خود پڑھی تو

نہیں، دوسرے وہابیوں کی عبارتیں جہاں چاہا نقل کر دیں، مگر یہاں ہم مجمع بحار الانوار کی عبارت پیش کرتے ہیں جس سے حقیقت واضح ہو جائے گی۔

مجمع بحار الانوار ص۱۰۴، جلد ۳:-

"وان کان ثم مسجد او غیرہ ینتفع فیہ للتلاوۃ والذکر فلا باس بالسراج فیہ۔"

یعنی اگر وہاں قبر کے پاس مسجد ہو یا اور کوئی ایسی جگہ جہاں تلاوت و ذکر وغیرہ کئے جاتے ہوں تو وہاں چراغ روشن کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

خرافات ص۱۰:- "قبروں کے پاس نماز پڑھنا اور قبروں سے دعا مانگنا اور قبروں کے پاس چراغ جلانا جائز نہیں۔"

خرافات ص۱۳:- "جو شخص انبیاء اور بزرگوں کی قبروں کی زیارت کرنے کے لئے اس نیت سے جاوے کہ وہاں جا کر ان کے پاس نماز پڑھوں گا اور دعا چاہوں گا اور قبر والوں سے اپنی حاجتیں مانگوں گا تو یہ اسلام والے کسی عالم کے نزدیک جائز نہیں۔"

خرافات ص۱۱:- "لعن اللہ الیہود والنصاریٰ اتخذوا قبور انبیائہم مساجد۔"

خرافات ص۱۱:- "عن جندب قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول الا وان من کان

قبلکم کانوا تتخذون قبور انبیائهم وصالحیهم مساجد الا فلا تتخذوا القبور مساجد۔"

خرافات ص۱۰: "عن ابن عباس قال لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زائرات القبور والمتخذین علیها مساجد۔"

جس کی مت خدا کی طرف سے ماری گئی ہو اسے کوئی نہیں سمجھا سکتا۔ جس مجمع بحار کی صاحب خرافات نے عبارت پیش کی ہے اور اس کا ترجمہ (جو شخص انبیاء اور بزرگوں الخ) سبھی کھینچ مارا ہے۔ ان احادیث کریمہ کا مطلب اور مسئلے کی حقیقت اسی میں بیان کی گئی ہے۔ یہود و نصاریٰ اپنے انبیاء کی قبور کو سجدہ کرتے تھے، اسی لئے ان پر سرکار نے لعنت فرمائی اور ایسا کرنا حرام ہے۔ مطلقاً کسی مزار کے پاس نماز پڑھنا ناجائز ہے، یہ جناب صاحب خرافات ہی کے خرافات میں سے ہے۔ دیکھئے مجمع بحار الانوار صفحہ ۱۰۱ جلد ۳:

"وامامن اتخذ مسجدا فی جوار صالح او صلی فی مقبرة قاصدا به الاستظهار بروحه او وصول اثر من آثار عبادته الیه لا التوجه نحوه والتعظیم له فلا حرج فیه۔ الا یری ان مرقد اسمٰعیل فی الحجر فی المسجد الحرام والصلوٰة فیه افضل۔"

یعنی جو شخص یہ قصد کر کے کسی صالح کے جوار میں مسجد

بنائے یا کسی مقبرہ میں نماز پڑھے کہ اس کی (صاحب قبر کی) روح سے اسے مدد ملے گی یا اس کے آثار عبادت سے کوئی اثر اسکو پہنچے گا اور نماز میں اس کی تعظیم یا اس کی طرف توجہ کا قصد ن کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ کیا نہیں دیکھتا ہے کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی قبر مسجد حرام میں حجر میں ہے اور وہاں نماز پڑھن افضل ہے۔

خرافات ص۹: "پیر پرست حضرات پیروں کے مزار پر جا کر اللہ کو چھوڑ کر پیروں کو پکارتے ہیں۔"

خرافات ص۸: "من اضل ممن یدعوا من دون اللہ من لا یستجیب له الی یوم القیامة وهم عن دعائهم غافلون۔"

یعنی بھلا اس شخص سے زیادہ گمراہ کون ہوگا جو اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ایسوں کو پکارتے ہیں جو قیامت تک اس کی بات کو قبول نہیں کرتے اور سن نہیں سکتے اور وہ ان کی پکار سے بالکل غافل ہیں۔

خرافات ص۸: "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ام اتخذوا من دون اللہ شفعاء قل لو کانوا لا یملکون شیئا ولا یعقلون۔"

خرافات ص۸: "تب بھی پیر پرست لوگ خداوند تعالیٰ کو چھوڑ کر پیر وغیرہ کو اپنا سفارشی بنا لیا ہے۔"

خرافات ص۱۲: "از خدا خواہ آنچہ خواہی اے پسر

نیست در دست خلائق خیر و شر بندگاں | نیست ناصر جز الٰہ
یاری کن از حق خواہ واز غیرش مخواہ"

اس سے پہلے جو عبارتیں ہم پیش کر چکے ہیں ان سے یہ واضح ہو چکا ہے کہ اولیاء کرام انتقال فرما جانے کے بعد بھی صاحب تصرفات رہتے ہیں اور زائرین و طالبین مدد کی اعانت کرتے ہیں۔ خود وہابیوں کے بعض بعض گرو گھنٹال بھی اس کا اقرار کر چکے ہیں لیکن صاحب خرافات کے نزدیک کوئی نبی یا ولی مدد نہیں کر سکتا، اسی لئے کسی سے مدد نہیں طلب کرنا چاہیئے۔ اسی لئے قرآن کریم کی چند آیتیں جن کا مفہوم تک آپ کو معلوم نہیں ہے، پیش کر کے اپنے خرافات کی تائید کرنا چاہی ہے۔

حالانکہ وہ آیتیں ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہیں جو بتوں سے مدد طلب کرتے تھے، ان کو پوجتے تھے یا غیر اللہ کو بالذات کسی تصرف کا مختار تصور کرتے تھے۔

جناب صاحب خرافات، کیا آپ نے قرآن کریم کی جاء الحق وزھق الباطل والی آیت نہیں پڑھی ہے؟ آپ کی یہ دھوکا دہی کب تک چلے گی؟ جب لوگ حقیقت میں اللہ تعالیٰ کو ناصر حقیقی سمجھتے ہیں اور بزرگان دین کو اسی سے مدد طلب کرنے کے لئے وسیلہ بناتے ہیں یا یہ سمجھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے ان کو تصرفات اور کرامات عطا فرمائی ہیں یا اعمال صالحہ کو خدا کے فضل کا وسیلہ سمجھتے ہیں، آپ اپنی کج فہمی، کم علمی اور خود دماغی کی وجہ سے یہ سمجھ لیتے ہیں کہ انھوں نے خدا کو چھوڑ دیا۔

مسلمانو، "صاحب خرافات" کے اس دھوکے میں ہرگز نہ آؤ، جو دلائل گزر چکی ہیں ان کے علاوہ اور چند دلیلیں جن میں "صاحب خرافات" کے منھ میں قفل لگانے کے لئے انھیں کے وہابی باپ داداؤں کے چند اقوال بھی شامل ہیں آگے پیش کی جائیں گی۔ یہاں صرف قرآن کریم کی چند آیتیں پیش کی جا رہی ہیں جن سے یہ واضح ہو جائے گا کہ اللہ کو ناصر حقیقی سمجھ کر کسی مقبول بارگاہ ایزدی غیر اللہ کو وسیلہ بنانا ناجائز نہیں ہے، بلکہ عین حکم باری تعالیٰ ہے۔

جناب "صاحب خرافات"، کبھی آپنے یہ سوچا ہے کہ اگر واقعی غیر اللہ کو کسی قسم کی طاقت نہیں ہے تو دنیا کے حکام کیوں کر مختلف امور کے مالک ہو گئے اور خود آپ لوگ کیوں کر اپنی ہزاروں ضروریات میں ان سے مدد طلب کرتے ہیں؟

ہم جانتے ہیں کہ کہیں کہیں آپ تجاہل کا دعویٰ کرتے ہیں مگر حقیقت میں یہ آپ کی جہالت ہے، تجاہل نہیں ہے۔

جناب صاحب خرافات نے کہیں سے سُنکر بغیر سمجھے بوجھے حضرت عطار رحمۃ اللہ علیہ کے دو شعر لکھ دیئے ہیں جن کا مطلب صرف یہی ہے کہ غیر اللہ کو ناصر حقیقی نہ سمجھو۔ انھیں کے چند دوسرے ہم بھی پیش کئے دیتے ہیں تاکہ یہ واضح ہو جائے کہ غیر اللہ سے بھی نفع حاصل ہوتا ہے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:
"وابتغوا الیہ الوسیلۃ" یعنی اللہ کی جانب وسیلہ ڈھونڈو۔ اور فرماتا ہے "استعینوا بالصبر والصلوٰۃ" یعنی صبر اور نماز سے مدد طلب کرو اور فرماتا ہے:- "ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاءو

فاستغفروا اللہ واستغفر لھم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما۔ یعنی اگر وہ لوگ اپنے نفسوں پر ظلم کرنے کی وجہ سے اللہ سے بخشش طلب کریں اور رسول بھی ان کے لئے بخشش طلب کریں تو وہ لوگ اللہ کو بخشش کنندہ اور مہربان پائیں گے۔ اور فرماتا ہے:۔

وتعاونوا علی البر والتقوی۔ یعنی نیکی اور پرہیزگاری میں ایک دوسرے کی مدد کرو۔

پندنامہ شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ ص۳:۔

ع۔ انبیاء و اولیاء محتاج او۔ یعنی انبیاء و اولیاء سب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے محتاج ہیں۔

پندنامہ حضرت عطار ص۲:۔

ع۔ یافت زیشاں دین احمد زیب و فر۔ یعنی ائمہ و مجتہدین رضی اللہ عنہم سے دین احمدی نے زینت و شوکت پائی۔

خرافات ص۹:۔

"جن بزرگوں کو یہ لوگ پکارتے ہیں وہ تو قیامت تک ان کی پکار کو سنتے ہی نہیں"۔

خرافات ص۹:۔

"جو لوگ اولیاء کرام و شہداء عظام کے مزاروں کے پاس جاکر مرادیں مانگتے ہیں اور عاجزی و انکساری سے پکارتے ہیں یہ تمام سب بے کار اور فضول ہے، بلکہ سخت گناہ ہے"۔

کئی بار ضمناً اولیاء کرام کے تصرفات اور ان کی کرامات کا ثبوت

ہو چکا ہے، نیز خود صاحب خرافات کے وہابی باپ داداؤں کے اقوال پیش کئے جا چکے ہیں لیکن حسب وعدہ یہاں پر اور چند عبارتیں پیش کی جائیں گی جن میں سے کچھ انہیں وہابیوں کے سرغنوں کے اقوال ہیں، یہ اس لئے کہ جن وہابی گرو گھنٹالوں کی صاحب خرافات نے تقلید کی ہے انہیں کا ان کے سر پر جوتیاں مارنا ثابت ہو جائے، اور مسلمان یہ سمجھ جائے کہ حقیقت کیا ہے۔ خود ان دیوبندیوں میں اختلاف کس حد تک ہے اور یہ ظاہر ہو جائے کہ ان کی کسی بات یا ان کی عبارات کو ہرگز سنت نہیں سمجھنا چاہیے۔ یہ لوگ جب اور جہاں چاہتے ہیں کوڑا کباڑ بھر دیتے ہیں۔

اہل حق کے اقوال کے ساتھ ساتھ شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کے اقوال بھی دیکھئے۔ نیز مولانا رشید احمد گنگوہی کی عبارات اور مولانا معین الدین صاحب وہابی نانوتوی کی زبانی ان کے باپ مولانا محمد یعقوب صاحب وہابی نانوتوی کی کرامات کا واقعہ بھی سنئے۔ عجیب تماشہ اور بڑی بات۔ نہ ایمان سلامت نہ عقائد درست، دعویٰ ہو رہا ہے کرامات کا۔ اور یہی لوگ نیز ان کے سپوت صاحب خرافات، کرامات اور تصرفات اولیاء کرام کے منکر ہیں۔

تفسیر عزیزی پارہ عم ص۱۴۰:۔

"وبعضے از خواص اولیاء اللہ را کہ آلۂ جارحۂ تکمیل و ارشاد بنی نوع خود گردانیدہ اند، دریں حالت ہم تصرف در دنیا دادہ"۔

یعنی اولیاء اللہ کے خصوص میں سے یہ بعضے کہ نوع بنی

آدم کے ارشاد و تکمیل کے لئے انھوں نے آلۂ جارحہ کا کام
کیا ہے اور اسی حالت میں دنیا میں تصرف کیا ہے۔

اشعۃ اللمعات ص۷۶۷، جلد ۱:۔

"صالحان را مدد بلیغ است مر زیارت کنندگان خود را
براندازۂ ادب ایشاں"۔

یعنی صالح لوگ اپنے زائرین کی ان کے ادب کے
اندازے کے مطابق بہت زیادہ مدد کرتے ہیں۔

اشعۃ اللمعات ص۷۶۲، جلد ۱:۔

"بسیارے را فیوض و فتوح از ارواح رسیدہ"۔

یعنی بہت لوگوں کو ارواح سے فیوض اور کشادگی حاصل
ہوئی ہے۔

اشعۃ اللمعات ص۷۶۲، جلد ۱:۔

"امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ گفتہ است قبر موسیٰ
کاظم رحمۃ اللہ علیہ تریاق مجرب است مر اجابت
دعا را"۔

یعنی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ
امام موسیٰ کاظم رحمۃ اللہ علیہ کی قبر اجابت دعا کیلئے
تریاق مجرب ہے

اشعۃ اللمعات ص۷۶۲، جلد ۱:۔ "حجۃ الاسلام امام محمد غزالی
رحمۃ اللہ علیہ گفتہ ہر کہ استمداد کردہ شود بوے
در حیات استمداد کردہ می شود بوے بعد از وفات"۔

یعنی امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جس سے
اس کی زندگی میں مدد طلب کی جاتی ہے اس سے اس کی
وفات کے بعد بھی مدد طلب کی جاتی ہے۔

اشعۃ اللمعات ص۷۶۲، جلد ۱

"یکے از مشائخ عظام گفتہ است دیدم چہار
کس را از مشائخ کہ تصرف می کنند در قبور خود مانند
تصرفہائے ایشاں در حیات خود یا بیشتر"۔

یعنی مشائخ عظام میں سے ایک نے فرمایا کہ میں نے
چار بزرگوں کو دیکھا کہ اپنی زندگی کی طرح قبور میں بھی
تصرف کرتے ہیں یا اس سے زائد۔

اشعۃ اللمعات ص۷۶۲، جلد ۱:۔

"و سیدی احمد بن مرزوق رحمۃ اللہ علیہ کہ از اعاظم
فقہاء و علماء و مشائخ دیار مغرب است گفت کہ روزے
شیخ ابو العباس حضرمی رحمۃ اللہ علیہ از من پرسید
کہ امداد حی اقوی است یا امداد میت من می گفتم قومی می گویند
کہ امداد حی قوی تر است و من می گویم کہ امداد میت قوی تر
است پس شیخ گفت نعم زیرا کہ وے در بساط حق است
و در حضرت اوست"۔

یعنی سیدی احمد بن مرزوق رحمۃ اللہ علیہ نے
جو کہ دیار مغرب کے بزرگ فقہاء علماء و مشائخ میں سے
ہیں، فرمایا کہ ایک روز شیخ ابو العباس حضرمی نے

مجھ سے پوچھا کہ زندہ کی امداد اقوی ہے یا مُردہ کی؟ میں نے کہا کہ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ زندہ کی امداد اقوی ہے، مگر میں کہتا ہوں کہ مُردہ کی امداد اقوی ہے۔ شیخ نے اس پر فرمایا کہ ہاں، اس لئے کہ وہ اللہ کی بساط میں اور اس کے حضور میں ہوتا ہے۔

الجوہرۃ النیرۃ ص۱۳۳، جلد۱:-

"والافضل المدفن فی المقبرۃ التی فیہا قبور الصالحین۔"

یعنی اس مقبرے میں مدفون ہونا بہتر ہے جس میں بزرگوں کی قبریں ہوں۔

شامی ص۹۴۳، جلد۱:-

"واما الاولیاء فانہم متفاوتون فی القرب من اللہ ونفع الزائرین بحسب معارفہم واسرارہم۔"

یعنی اولیاءکرام اللہ تعالیٰ کی جانب اپنے قرب کے اعتبار سے مختلف درجات پر ہوتے ہیں اور ان کے معارف واسرار کے اعتبار سے زائرین کو نفع ہوتا ہے۔

فتاوی رشیدیہ ص۱۰۰:-

"مزارات اولیاء سے کاملین کو فیض ہوتا ہے۔"

فتاوی رشیدیہ ص۸۸:-

"حق تعالیٰ اولیاء کی قبولیت کے واسطے اکثر دعا ان کی قبول کرتا ہے۔ یہ ان کی کرامت ہے۔ مُردہ زندہ کرنا، خود خرق عادت وکرامت ہے۔"

تذکرۃ الرشید ص۲۵۲، جلد۲:-

"تصرفات وکرامات اولیاء اللہ بعد ممات بحال خود باقی می مانند بلکہ در ولایت بعد موت ترقی می شود، حدیثے کہ ابن عبدالبر نقل کردہ شاہد است۔"

یعنی وفات کے بعد اولیاءکرام کے تصرفات وکرامات اپنے حال پر باقی رہتے ہیں بلکہ موت کے بعد ولایت میں ترقی ہو جاتی ہے۔ ابن عبدالبر کی نقل کی ہوئی ایک حدیث اس پر شاہد ہے۔

ارواح ثلثہ ص۲۴۲:-

"مولوی معین الدین صاحب حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب کے سب سے بڑے صاحبزادے تھے۔ وہ حضرت مولانا کی ایک کرامت (جو بعد وفات واقع ہوئی) بیان فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ ہمارے نانوتہ میں جاڑہ بخار کی بہت کثرت ہوئی۔ سو جو شخص مولانا کی قبر سے مٹی لیجا کر باندھ لیتا اُسے ہی آرام ہو جاتا۔ بس اس کثرت سے مٹی لے گئے کہ جب بھی قبر پر مٹی ڈلوادں تب ہی ختم۔ کئی مرتبہ ڈال چکا۔ پریشان ہو کر ایک دفعہ میں نے مولانا کی قبر پر جا کر کہا کہ آپ کی تو کرامت ہوئی

اور ہماری مصیبت ہو گئی۔ یاد رکھو کہ اگر اب کے کوئی اچھا ہوا تو ہم مٹی نہ ڈالیں گے۔ ایسے ہی پڑے رہو ، لوگ جوتا پہنے تمہارے اُوپر ایسے ہی چلیں گے۔

بس اسی دن سے پھر کسی کو آرام نہ ہوا۔ جیسے شہرت آرام کی ہوئی تھی ویسے ہی شہرت ہو گئی کہ اب آرام نہیں ہوتا۔ پھر لوگوں نے مٹی لیجانا بند کر دیا۔"

خرافات، ص۹:۔ "مُردے کسی کے بلاوے کو نہیں سُنتے"۔

خرافات، ص۱۵:۔ "کوئی مُردے سُنتے نہیں"۔

خرافات، ص۱۵:۔ "چونکہ منکر نکیر کے سوال کا جواب دینے کے لئے مُردہ کو جان ڈال کر زندہ کرتے ہیں تو اس وقت دفن دے کر لوٹ آنے والوں کے جوتیوں کی آواز مُردہ سُن لیتا ہے پھر جب وُہ منکر نکیر کے سوال کا ٹھیک ٹھیک جواب دیدیتا ہے اس وقت منکر نکیر کہتے ہیں کہ تو سو جا جیسا کہ دولہا سوتا ہے یہاں تک کہ اٹھادے اس کو اللہ تعالیٰ اس کے سونے کی جگہ سے یعنی قیامت تک جاگتا نہیں"۔

سُننا، دیکھنا، ادراک کرنا، یہ سب کام رُوح کے ہیں نہ کہ بدن کے۔ جب نکیرین سوال کرتے ہیں اُس وقت روح بدن میں آجاتی ہے اور آدمی بالکل دنیا کی زندگی کی طرح قبر میں جیتا جاگتا ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد روح تو حسب منشأ یا حسب حکم الٰہی چلی جاتی ہے جسم کو سُلا دیا جاتا ہے، یہاں تک کہ قیامت میں اس کو اور اگر عوام میں سے

ہو تو اس کے اجزاء اصلیہ سے باری تعالیٰ اُسکو اُٹھائے، مگر جس کی نیت ہی میں خرافات ہوں وُہ کیا سمجھ سکتا ہے۔ جناب نے یہ سمجھ لیا کہ رُوح بھی قبر میں سو گئی۔ کبھی تو قبر میں (اپنے پیروں کے اقوال کے خلاف) رُوح کے آنے سے انکار کرتے ہیں اور کبھی رُوح کو بھی قیامت تک سُلا دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

خرافات، ص۱۴۱:۔ "ایک سورۂ فاطر کی وما انت بمسمع من فی القبور"۔

خرافات، ص۱۴:۔ "دوسری آیت بسورہ روم کی فانک لا تسمع الموتی"۔

جناب صاحب خرافات عقل کے پیچھے لٹھ لے کر چلنے سے کہیں قرآن و حدیث کا مفہوم سمجھ میں آتا ہے۔ حدیث شریف میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے مردے سے گفتگو کرنے کے خلاف یہ آیتیں اگر ذکر کی گئی ہیں تو کیا زندوں سے گفتگو کرنے کے خلاف بھی؟ آپ کو یہ وہم ہو گیا کہ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کے زندوں سے گفتگو کرنے کے خلاف بھی یہ آیتیں ذکر کی گئی ہیں۔ آپ نے خود تفسیر کبیر کی آیت لا یستجیب الذین الخ کی تفسیر کا الٹ پلٹ مفہوم تو بیان کر دیا مگر اس آیت کی تفسیر میں وہیں کیا بیان کیا گیا ہے نہیں دیکھا۔ اس آیت کے علاوہ فانک لا تسمع الموتی کا مفہوم بھی وہیں ضمناً بیان کیا گیا ہے، وہاں یہ واضح کر دیا گیا ہے کہ ایمان کو کفار قبول نہیں کر سکتے، اس لئے کہ وہ لوگ مُردوں کی طرح ہیں۔ جس طرح مُردے کے جلانے پر (بالذات) صرف اللہ تعالیٰ ہی قادر ہے، اسی طرح کفار

کی ہدایت بھی (بالذات) صرف وہی قادر ہے۔ اسی لئے ان کو بھی مُردہ کہا گیا ہے۔ تو ہم کب کہتے ہیں کہ مُردہ سُنتا ہے۔ ہم تو زندوں کے دیکھنے سُننے کی باتیں کرتے ہیں اور جناب ہیں کہ لایعنی باتوں کے پیچھے بھاگے چلے جا رہے ہیں۔ وہیں دوسرا سبب یہ بھی بتایا گیا ہے کہ بدن میں رُوح ہوتی ہے اور روح میں اُسکی رُوح یعنی عقل ہوتی ہے اور اس میں اس کی رُوح یعنی معرفت اللہ وغیرہا۔ جب اس سے خالی ہو تو وہ مُردہ نہیں تو اور کیا ہے۔ یعنی وہ روح ہی بے کار ہے۔

یہ تو کفار کے متعلق کہا گیا ہے۔ مگر جناب مؤمنین صالحین نیز ارواح زکیہ کے سمع و بصر وغیرہ ہر چیز کا انکار کرتے ہیں۔ اس جہالت کا کوئی ٹھکانہ بھی ہے؟

خرافات، ص۱۴ :-

"ان المیت لا یسمع ولا یفھم یعنی فتح القدیر میں مذکور ہے کہ میّت کو سماعت نہیں تو فہم بھی نہیں یعنی مردے سُنتے نہیں تو سمجھتے بھی نہیں۔ پس اس طرح مردہ زندوں کے کلام اور پکار کو سنتا بھی اور سمجھتا بھی نہیں۔"

خرافات، ص۱۵ :-

"فتح القدیر کے باب الجنائز میں کہتے ہیں ھذا عند اکثر مشائخنا وھو ان المیت لا یسمع عندھم یعنی ہمارے حنفی مذہب کے اکثر مشائخوں کے نزدیک مُردوں کا سُننا ثابت نہیں۔ پس بموافق قاعدہ کلیہ کے (للاکثر حکم الکل والنادر کالمعدوم) ثابت ہو گیا کہ ہمارے حنفی مذہب میں مُردوں کا سُننا اور سمجھنا

ثابت نہیں۔"

یہ تو ہمیں معلوم ہی ہے کہ حقیقت کے بھیس میں آپ کا گروپ مسلمانوں کو دھوکا دینے کی کوشش کرتا ہے۔ شہد خالص کہہ کر زہر ہلاہل بیچنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس لئے کہ اگر ایسا نہ کیا جائے تو مسلمان کبھی دھوکا نہیں کھائے گا۔ مگر یہاں محض اس وجہ سے کام نکلنے کا نہیں ہے۔ جو مُردہ ہے اس کے سُننے کا قائل کوئی بھی مسلمان نہیں ہے۔ رُوح جو کہ زندہ ہے اس کے سماع و ابصار کی بات ہو رہی ہے۔

بہت سے آدمی بات سے نہیں مانتے ہیں، لات سے مان جاتے ہیں مگر یہ آپ کی جماعت نہ بات سے مانتی ہے نہ لات سے۔ لیجئے! اشعۃ اللمعات کی عبارت پیش کی جا رہی ہے اور آپ نے جس مظاہر حق کو مسلم مان لیا ہے اس کی بھی۔ ساتھ ہی ساتھ آپ کے گروپ کے مسلّم ابن تیم کے اقوال بھی درج کئے جاتے ہیں، اور آپ لوگوں کے اپنے پیر مغاں مولانا گنگوہی صاحب کی زبانی بھی آپ کی حقیقت کو عریاں کیا جاتا ہے، اس لئے کہ وہ تو مطلقاً سماع موتی کا انکار نہیں کرتے ہیں مگر آپ ان کے بھی دادا بننے کا ارادہ کرتے ہیں۔ ان مختلف آئینوں میں اپنے کو دیکھئے۔

کتاب الروح، ص۲۹ :-

والصواب ان یقال موت النفوس ھو مفارقتھا لاجسادھا وخروجھا منھا فان ارید بموتھا ھذا القدر فھی ذائقۃ الموت وان ارید بھا انھا تعدم

وتضمحل وتصیر عدما محضا فہی لا تموت
بہذا الاعتبار بل ہی باقیۃ بعد خلقہا
فی نعیم او فی عذاب"۔

یعنی یہ کہنا صحیح ہوگا کہ نفوس کی موت، ان کا جسموں کو چھوڑ دینا اور ان سے نکل جانا ہے۔ ہاں اگر موت سے اسی قدر مراد لیا جائے تو یہ موت کا ذائقہ ہے اور اگر یہ مراد لیا جائے کہ نفوس بالکل ہی منعدم مضمحل اور عدم محض ہو جاتے ہیں تو (یہ معلوم ہونا چاہئے کہ) اس اعتبار سے یہ مرتے نہیں بلکہ خلق کے بعد ہمیشہ آسائش یا عذاب میں باقی رہتے ہیں۔

کتاب الروح ص۵۱۔

"قال ابو عبد اللہ وقال شیخنا احمد بن عمرو
الذی یخرج ہذا الاشکال ان شاء اللہ تعالیٰ
ان الموت لیس بعدم محض وانما ہو انتقال
من حال الی حال"۔

یعنی ابو عبد اللہ اور ہمارے شیخ احمد بن عمرو نے فرمایا ہے (اور یہ اس اشکال کو ان شاء اللہ تعالیٰ دفع کرے گا) کہ موت عدم محض نہیں ہے بلکہ یہ ایک حال سے دوسرے حال کو انتقال کر جانے کا نام ہے۔

اشعۃ اللمعات ص۷۶۲، جلد ۱۔

"بتحقیق ثابت شدہ است بآیات واحادیث

کہ روح باقی ست وادرا علم وشعور بزائران واحوال ایشاں
ثابت است"۔

یعنی یہ بات آیات کریمہ واحادیث سے تحقیق کے ساتھ ثابت ہو چکی ہے کہ روح باقی رہتی ہے اور اسے زائرین اور ان کے احوال کا علم وشعور ہوتا ہے۔

فتاویٰ رشیدیہ ص۹۳۔

"روح کو حیات ہوتی ہے، قبر میں سب کی روح زندہ ہے، ولی ہو یا عامی اور سماع میں اختلاف ہے، بعض مقر ہیں بعض منکر۔ واللہ اعلم رشید احمد"۔

فتاویٰ رشیدیہ، ص۱۰۰۔

"اموات کے سننے میں علماء کا اختلاف ہے، بعض کے نزدیک سنتی ہے، بعض کے نزدیک نہیں سنتی"

فتاویٰ رشیدیہ، ص۸۷۔

"سوال: سماعت موتیٰ ثابت ہے یا نہیں۔ در صورت جواز یا عدم جواز قول راجح کیا ہے اور تلقین بعد دفن ثابت ہے یا نہیں۔ فقط

(از عزیز الدین صاحب مراد آبادی)

جواب۔ یہ مسئلہ عہد صحابہ رضی اللہ عنہم سے مختلف فیہا ہے۔ اس کا فیصلہ کوئی نہیں کر سکتا۔ تلقین کرنا بعد دفن کے اسی پر ہی مبنی ہے جس پر

عمل کرے درست ہے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم رشید احمد۔"

مظاہر حق ص۹۴، جلد ۲۔

"روایت ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں کوئی کہ گذرے اپنے بھائی مومن کی قبر پر کہ پہچانتا تھا اس کو دنیا میں پھر سلام کرے اس پر مگر کہ پہچانتا ہے وہ اس کو اور جواب دیتا ہے اس کو سلام کا۔"

کتاب الروح، ص۵۔

"وقد شرع النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لامتہ اذا سلموا علی اہل القبور ان یسلموا علیہم سلام من یخاطبونہ فیقول السلام علیکم دار قوم مؤمنین وہذا خطاب من یسمع ویعقل ولولا ذلک لکان ہذا الخطاب بمنزلۃ خطاب المعدوم والجماد۔

یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کیلئے اس بات کو شروع فرمایا ہے کہ وہ لوگ اہل قبور پر سلام کرتے وقت مخاطب لوگوں پر جیسا سلام کرتے ہیں ویسا ہی سلام کریں۔ یعنی کہیں کہ السلام علیکم دار قوم مؤمنین۔ اور یہ سننے والے اور سمجھنے والے سے خطاب ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو یہ خطاب معدوم وجماد سے خطاب

کرنے کی منزل میں ہوتا۔

کتاب الروح ص۸

"فلولا ان المخاطب یسمع لکان ذلک بمنزلۃ الخطاب للتراب والخشب والحجر والمعدوم

یعنی اگر مخاطب نہ سنتا ہوتا تو یہ مٹی، لکڑی، پتھر اور معدوم سے خطاب کرنے کی طرح ہوتا۔

کتاب الروح ص۵۔

"عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال اذا مر الرجل بقبر اخیہ یعرفہ فسلم علیہ رد علیہ السلام وعرفہ واذا القبر لا یعرفہ فسلم علیہ رد علیہ السلام"

یعنی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ جب آدمی اپنے ایسے بھائی کی قبر سے گزرے جو اسے جانتا تھا اور سلام کرے تو وہ اس کے سلام کا جواب دیتا ہے اور اسے پہچانتا ہے اور اگر ایسے کی قبر سے گزرتا ہے جو اسے نہیں جانتا تھا اور سلام کرتا ہے تو وہ اس کے سلام کا جواب دے دیتا ہے۔

کتاب الروح ص۶۲۔

"وقد قال تعالیٰ (وما انت بمسمع من فی القبور) فنفی السمع عمن فی القبور وہی الاجساد بلا شک ولا ریب مسلم ان الذی نفی اللہ عز وجل السمع ہو غیر الذی اثبت لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم السمع"

یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ آپ ان کو نہیں سنا سکتے جو کہ قبروں میں ہیں۔ یہاں جن قبر میں رہنے والوں سے سمع کی نفی کی گئی ہے وہ بلاشبہ اجسام ہیں اور کوئی مسلمان اس میں شک نہیں کرے گا کہ جن سے اللہ تعالیٰ نے سمع کی نفی کی ہے وہ جن کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سمع کو ثابت فرمایا ہے اسکا غیر ہے۔

خرافات ص۱۶:۔ حنفی مذہب کے فقہائے کرام نے بھی مذکورہ بالا دلیلوں کی وجہ سے اولیاء کرام کو مُردہ کرکے لکھا ہے۔

خرافات ص۱۶:۔ پیر اور اولیاؤں کو فقہائے کرام نے مذکورہ بالا دلیلوں کی رُو سے مُردہ کرکے قرار دیا ہے۔

حنفی مذہب کے اجلۂ فقہائے کرام تو زیارت قبور صالحین کے آداب سکھائیں، اور صاحب خرافات سمجھتے جائیں کہ ان کو فقہائے کرام نے مُردہ کرکے لکھا ہے۔ یہ اردو نہیں معلوم لکھنؤ کی ہے یا دہلی کی۔ "مُردہ کرکے لکھا ہے"۔ "مُردہ کرکے قرار دیا ہے"۔ کیا خوب۔ داغ دہلوی تو یہ کہتے ہوئے چل بسے کہ ـــ

غیروں کا اختراع و تصرف غلط ہے داغ
اُردو ہی وہ نہیں جو ہماری زباں نہیں

اور ـــ

اُردو ہے جس کا نام ہمیں جانتے ہیں داغ

مگر اُن کو یہ نہیں معلوم تھا کہ "صاحب خرافات" کی زبان سے زائد کسی کی اُردو معتبر اور مستند نہیں ہو سکتی۔ خیر۔

علماء اہل حق کے اقوال سے اور آیات کریمہ و احادیث مبارکہ سے یہ

ثابت ہو چکا ہے کہ اولیاء کرام زندہ ہیں اور تصرف فرماتے ہیں۔ لہٰذا مسلمانوں کو نہیں چاہیے کہ "صاحب خرافات" ایسے برساتی مینڈکوں کی ٹرٹر پر کان لگائیں۔

خرافات ص۵:۔ اسی طرح پیر پرست بھی اپنی قضاء حاجت یعنی منت پورا کرنے کے لئے قبروں اور مجاوروں اور خادموں کے لئے نذر و منت وغیرہ لے جاتے ہیں۔

خرافات ص۱۶:۔ ردالمحتار میں ہے اعلم ان النذر الذی یقع للاموات من اکثر العوام وما یوخذ من الدراهم والشمع والزیت ونحوها الی ضرائح الاولیاء الکرام تقربا الیهم فهو بالاجماع باطل وحرام۔

خرافات ص۱۶:۔ یہ منت مخلوق کے لئے ہوئی اور منت مخلوق کیلئے جائز نہیں کیونکہ نذر و منت کرنی عبادت ہے اور عبادت مخلوق کی نہیں بلکہ خالق کی ہونی چاہئے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ منذور لہ میت والمیت لا یملک۔

خرافات ص۱۶:۔ خلاصۃ الفتاویٰ جلد دوم میں لکھا ہے۔ النذر لغیر اللہ حرام۔

خرافات ص۱۶:۔ لہٰذا مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی نے بھی لکھا ہے کہ غلہ و شیرینی وغیرہ جو عوام شوالوں اور تعزیوں اور قبروں وغیرہ پر چڑھاتے ہیں مقصود ان کو غیر اللہ کی منت ہوتی ہے۔

جناب "صاحب خرافات" پہلے حق و باطل میں تمیز کرنا سیکھ لیجئے اس کے بعد کیا جائز ہے اور کیا ناجائز ہے فرمائیے۔ اگر نذر حقیقی غیر اللہ کی کی جائے

تو وہ ناجائز ہوگی لیکن عوام جو نذریں مانتے ہیں وہ نذریں حقیقی نہیں ہوتی ہیں۔ آپ کو یہ تو معلوم نہیں ہے۔ عدم جواز کی توپ داغ دی اٹھا کر۔ بڑے عقل مند ہیں آپ۔ لیکن منذور لہ میت کو کون کہتا ہے؟

اچھا ابھی یہ بیان گوارا کہ روح باقی رہتی ہے، کبھی نہیں مرتی ہے۔ کیا آپ نے یہ سمجھ لیا کہ جسم کی مانی جاتی ہے۔؟ آپ کی سمجھ کی کیسے داد دی جائے؟

خرافات ص۱۵:۔ قبرستان میں جوتا پہن کر چلنا منع نہیں۔

خرافات ص۱۵:۔ حنفی مذہب کی معتبر کتابوں میں لکھا ہے

لا یکرہ المشی فی المقابر بالنعلین عندنا لقوله صلی اللہ علیہ وسلم انہ یسمع خفق نعالھم اذا انصرفوا کذا فی طحطاوی علی مراقی ص۳۶۲ وکان المشی بھا (ای بالنعل) بین القبور احری ان لا یکون مکروھا ھذا قول ابی حنیفۃ وابی یوسف ومحمد رحمھم اللہ تعالیٰ کذا فی طحطاوی ص۲۹۵ ج۱ والمشی فی المقابر بالنعلین لا یکرہ عندنا کذا فی فتاوی عالمگیری ص۱۶۶ ج۱

جناب "صاحب خرافات"! قبرستان میں جوتیاں پہن کر جانا مکروہ نہیں ہے، لیکن اس سے قبروں پر جوتیاں پہن کر چلنا کہاں سے ثابت ہوتا ہے۔؟ اگر قبرستان میں کوئی ایسا راستہ چھوڑا گیا ہے جو کسی قبر پر سے نہیں گزرتا ہے تو اس پر چلنے کے بارے میں کیا بحث ہے؟ مگر جہاں پر قبریں ہیں اس جگہ پر جوتیاں پہن کر چلنا مکروہ نہیں ہے یہ آپ کی پیش کردہ عبارتوں سے ثابت نہیں ہوتا ہے۔ اس سے احتیاط کرنے کے لئے قبرستان میں جوتیاں پہن کر نہ چلنا بہتر ہے۔ آپ نے عالمگیری کی وہ عبارت تو دیکھی مگر جہاں یہ کہا گیا ہے کہ مقبرے میں پہنچ کر جوتیاں اتار لے

وہاں تک آپ نہیں پہنچے ہیں۔ یہ آپ کیسے کرتے۔؟ وہ عبارت اگر نظر بھی آگئی ہوگی، تو آنکھیں بند کرلی ہوں گی۔ مگر ہم تو حقیقت کو واضح کریں گے۔ لیجئے۔

مستدرک ص۳۷۳ جلد ۱ "عن بشیر بن نھیک عن بشیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رأی رجلا یمشی فی نعلین بین القبور فقال یا صاحب السبتیتین القھما ھذا حدیث صحیح الاسناد"

یعنی بشیر بن نہیک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھیجے ہوئے بشیر نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو قبروں کے درمیان جوتے پہنے ہوئے چلتا ہوا دیکھا آپ نے فرمایا۔ اے جوتیوں والے، انھیں اتار ڈال۔ اس حدیث کی اسناد صحیح ہے۔

فتاوی عالمگیری ص۳۸۶ جلد ۵:۔ "فاذا بلغ المقبرۃ یخلع نعلیہ" یعنی جب مقبرے میں پہنچے جوتیاں اتار ڈالے۔

جناب صاحب خرافات نے خرافات کے صفحہ ۱۲ میں فرضی کتاب "عقائد فی تحقیق المذاہب" کی ایک فرضی عبارت پیش کی ہے۔ ایک زمانہ پہلے وہابیوں نے یہ کتاب گڑھی تھی۔ اس زمانے سے لے کر آج تک اہل حق اس کتاب کو دکھانے کا مطالبہ کرتے چلے آرہے ہیں۔ مگر "صاحب خرافات" کے ان وہابی باپ داداؤں نے یہ کتاب جب دکھائی تھی نہ آج تک دکھا سکے ہیں نہ کبھی دکھا سکیں گے۔

یہ ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ حضرت مولانا مولوی سید عبدالقدوس صاحب بہدری مدظلہم العالی نے خود بنجھار پور جا کر اس کا مطالبہ کیا تھا مگر آج تک یہ کتاب نہیں دکھائی گئی۔ ہم اب بھی کہتے ہیں کہ "صاحب خرافات" یہ کتاب دکھا دیں۔

صبح کا بھولا ہوا اگر شام کو بھی گھر واپس آجاتا ہے تو اسے بھولا ہوا نہیں کہتے ہیں۔ اگر آپ بھی دکھا دیں تو بڑی مہربانی ہوگی۔

خرافات ص۱۱:۔ چونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس نہیں اس لئے ہم تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو وسیلہ بناکر دعا کرتے اور دعا مانگتے ہیں۔

خرافات ص۱۱:۔ غائب اور مردے کا وسیلہ بنانا حضرت عمر و دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جائز نہیں سمجھتے تھے۔

خرافات ص۱۱:۔ کیونکہ نہیں فرمایا کہ ہم پہلے وسیلہ تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بناتے تھے اور اب تیرے نبی کی روح کا وسیلہ بناتے ہیں۔

جناب صاحب خرافات! آپ کی غباوت کی دنیا کہاں تک ہے؟ مارو گھٹنہ پھوٹے آنکھ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اگر حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو وسیلہ بنایا تو اس سے یہ کیسے ثابت ہوگیا کہ غائب اور مردے کو وسیلہ بنانا جائز نہیں ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اسے ناجائز سمجھتے تھے۔ اور اگر حضرت عباس رضی اللہ عنہ ہی کو وسیلہ بنالیا تو کیا بگڑ گیا؟ آپ کو تو یہ معلوم نہیں ہے کہ المستند الی المستند الی الشیٔ مستند الی ذلک الشیٔ بھرلی ایک اڑان۔ مگر کیا نتیجہ؟ گر پڑے دھڑ سے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

خرافات ص۱۲:۔ شرح فقہ اکبر میں منقول ہے

اعلم ان الانبیاء لم یعلموا المغیبات من الاشیاء الا ما اعلمھم اللہ تعالیٰ احیانا وذکر الحنفیۃ تصریحا بالتکفیر باعتقاد ان النبی

علیہ الصلوٰۃ والسلام یعلم الغیب لمعارضۃ قولہ تعالیٰ قل لا یعلم من فی السماوات والارض الغیب الا اللہ۔

جناب صاحب خرافات! اللہ تعالیٰ کا علم غیب قدیم ازلی اور ذاتی ہے اور غیر متناہی ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم غیب حادث اور عطائی ہے اور اگرچہ ہر ذرے کا آپکو علم ہے لیکن یہ متناہی ہے۔ یہ اور بات ہے کہ آپ کا یہ متناہی علم بھی ایک بحر عمیق ہے۔

جن آیات میں یہ کہا گیا ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی عالم الغیب ہے اور غیر اللہ کو غیب کا علم نہیں ہے اُن سے مراد یہ ہے کہ باری تعالیٰ کو جیسا علم غیب ہے، ویسا علم غیب اور کسی کے لئے ثابت نہیں ہے۔ کہیں اخص کی نفی سے اعم کی نفی ہوتی ہے؟ آپ نے سمجھ لیا ہے کہ مطلقاً علم غیب اور کسی کو ہے ہی نہیں۔ اور اگر کوئی یہ اعتقاد کرے کہ غیر اللہ کو بھی بالذات قدیم ازلی اور غیر متناہی علم غیب ہے تو واقعی یہ کفر ہوگا، لیکن صرف اللہ کے بالذات عالم الغیب ہونے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بالغیر علم غیب رکھنے میں کیا تنافی ہے؟

شرح فقہ اکبر کو سمجھے بغیر فقیہ اکبر بننے کی کوشش مت کیجئے۔

خرافات ص۱۷:۔ "لو تزوج بشہادۃ اللہ ورسولہ لا ینعقد ویکفر لاعتقادہ ان النبی یعلم الغیب کذا فی بحر الرائق ص۸۸ ج۳" نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بنفسہ علم غیب ہے اس کے اعتقاد کی وجہ سے فقہاء نے تکفیر کی ہے۔

صاحب خرافات "شامی شامی" چلاتے رہتے ہیں مگر ان کو نہیں معلوم ہے کہ خود علامہ شامی فرماتے ہیں کہ بنفسہ علم الغیب کے دعویٰ کرنے سے کفر ہوتا

ہے۔ لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایسا علم غیب ماننا جو باری تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے یہ کفر نہیں ہے نہ یہ مفہوم فقہاء کے ان اقوال سے نکلتا ہے۔ مجیب خرافات کی پہنچ اس نکتہ تک نہیں ہوتی ہے۔

خرافات نمبر ۱۴: ما ادری ما یفعل بی ولا بکم۔

خرافات نمبر ۱۵: ان میں سے ایک لڑکی اچانک کہنے لگی وفینا نبی یعلم ما فی غد یعنی ہم میں ایسے نبی ہیں جو جانتے ہیں اس چیز کو جو آئندہ کل ہونے والی ہے۔ پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس گانے والی لڑکی کو فرمایا دعی هذہ یعنی چھوڑو اس کو۔ پس اس صحیح حدیث اور مذکورہ بالا آیت قرآنی سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات پسند نہ تھی کہ کوئی آپ کو عالم الغیب یعنی غیب کا جاننے والا کہے۔

خرافات نمبر ۱۶: آیت مذکورہ کا مطلب یہ ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اقرار کرنا ہے کہ مجھے علم غیب کا کوئی علم نہیں ہے اور میں علم غیب کا مدعی بھی نہیں ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو انکسار کی تعلیم دینے کے لئے اور اس بات سے بچانے کے لئے کہ کوئی آپ کے بالذات عالم الغیب ہونے کا اعتقاد کرے مطلق انکسار یہ فرمایا۔ اور صاحب خرافات نے یہ سمجھ لیا کہ ان کو مطلقاً علم غیب ہے ہی نہیں۔

آگے قرآن حکیم کی وہ آیات کریمہ پیش کی جائیں گی جو پکار پکار کر کہہ رہی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب ہے۔

خرافات نمبر ۱۷: ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

عن ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ ملئکتہ سیاحین فی الارض یبلغونی عن امتی السلام۔

خرافات نمبر ۱۸: عن ابی هریرة قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من احد یسلم الا رد اللہ علی روحی حتی ارد علیہ السلام۔

ان للہ ملئکۃ کی بجائے ان اللہ ملئکتہ لکھنا کہاں کی دیانت داری ہے؟ مگر یہ صاحب خرافات کے لئے کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ کتاب انھوں نے گڑھ لی۔ عبارتیں گڑھ لیں۔ حروف کو بدل دینا کیا حقیقت رکھتا ہے؟

دوسری بات یہ ہے کہ ان احادیث کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کی نفی میں پیش کرنا بے وقوفی اور جہالت کی انتہا ہے۔ اس خبط کو وہ نہ چھوڑیں تو نہ چھوڑیں۔ آگے ہم وہ احادیث کریمہ پیش کریں گے جن سے **حقیقت** واضح ہو جائے گی۔

خرافات نمبر ۱۹: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نہ کسی مکان پر تشریف لے جاتے ہیں اور نہ کسی مجلس میں حاضر ہوتے ہیں بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مرقد اقدس اور مزار شریف میں موجود اور زندہ ہیں اور اللہ رب العزت کی محبت میں مستغرق رہتے ہیں اور کسی کی طرف متوجہ نہیں ہوتے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کی تو نفی کر رہے ہیں، اپنے علم کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ حضور کہیں نہیں جاتے۔ کسی کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ ان کو سب معلوم ہے۔ بے ہودہ، بے سر پیر کی باتیں ہیں۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ زندہ تو آپ نے اسلئے

لکھ دیا کہ اور کوئی چارہ نہیں ہے۔ مگر تعجب ہے۔ اس سے بڑی بڑی باتیں آپ اور آپ کے پیر لوگ کر چکے ہیں۔ آپ نے بھی اور ذرا جرأت کی ہوتی۔ جوتے کھانا پڑتے تو کھا لیتے۔

خرافات صـ:- سرگشتہ بود خواہ ولی خواہ نبی در وادیٔ ما ادری
بالفضل بلی یعنی اللہ تعالیٰ عالم الغیب کے علم کے میدان میں ولی ہوں
چاہے نبی ہوں سب کے سب پریشان

اس شعر میں اللہ تعالیٰ کے علم کے بالذات اور غیر متناہی ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ اسی کے اعتبار سے یہ بات کہی گئی ہے۔ نہ یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی نوع کا علم غیب نہیں ہے۔ صاحب خرافات کو یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ قرآن کریم میں ہر شئے کا بیان ہے، جس ذات گرامی پر اس کا نزول ہوا ہے ضروری ہے کہ وہ ہر شئے سے آگاہ ہو۔ لہذا سرکار کو علم غیب ضرور ہوگا۔ نیز اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے کہ میرے نبی غیب کی باتیں بتانے میں بخیل نہیں ہیں۔ جس کو غیب کا علم ہی نہ ہو اس کے غیب کے بتانے میں بخیل ہونے کا کیا سوال ہے؟ یا اللہ تعالیٰ کو جھوٹا بنائیے گا؟ یہ تو آپ کا آبائی پیشہ ہے۔

نیز اللہ تعالیٰ یہ بھی فرماتا ہے کہ میں اپنے رسولوں میں سے جسے چن لیتا ہوں اسے غیب کی باتیں بتا دیتا ہوں۔ نیز قیامت اور اس کے بعد کی باتیں حضور نے اصحاب کرام کو بتائیں یہ علم غیب نہیں ہے تو اور کیا ہے؟

مگر صاحب خرافات کی منشا تو یہ ہے کہ پنچ کا فیصلہ سر آنکھوں پہ مگر یہ نالہ ہیں گرے گا۔

آنکھیں کھولئے اور دیکھئے باری تعالیٰ کیا فرماتا ہے اور احادیث کریمہ کیا فرماتی ہیں۔

قرآن کریم:- ونزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شیء یعنی ہم نے آپ پر ایسی کتاب نازل فرمائی جس میں ہر شئے کا بیان ہے۔

اتقان صـ۳۶۸:- حکی ابن سراقة فی کتاب الاعجاز عن ابی بکر بن مجاهد انه قال یوما ما من شیء فی العالم الا وهو فی کتاب الله فقیل له فاین ذکر الخانات فقال فی قوله لیس علیکم جناح ان تدخلوا بیوتا غیر مسکونة فیها متاع لکم فهی الخانات.

یعنی کتاب الاعجاز میں ابن سراقہ نے ابو بکر بن مجاہد سے یہ حکایت کی ہے کہ انھوں نے ایک روز کہا کہ عالم میں جو بھی چیز ہے اس کا ذکر کتاب اللہ میں ہے۔ ان سے کہا گیا کہ سراؤں کا ذکر کہاں ہے؟ انھوں نے کہا کہ لیس علیکم الخ اس قول میں ہے۔

قرآن کریم:- وعلمک ما لم تکن تعلم۔ یعنی آپ کو اللہ تعالیٰ نے جو کچھ آپ نہیں جانتے تھے سکھا دیا۔

قرآن کریم:- وما کان الله لیطلعکم علی الغیب ولکن الله یجتبی من رسله من یشاء۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں ہے کہ وہ تم سب کو غیب سے مطلع کر دے لیکن اس کے لئے وہ اپنے رسولوں میں سے جسے چاہتا ہے منتخب کر لیتا ہے۔

جمل صـ۴۰۸ جلد۱:- والمعنی ولکن الله یجتبی ای یصطفی من رسله من یشاء فیطلعه علی الغیب۔ یعنی مطلب یہ ہے کہ لیکن اللہ تعالیٰ مجتبیٰ کر لیتا ہے یعنی اپنے رسولوں میں سے جسے چاہتا ہے چن لیتا ہے اور اس کو غیب پر مطلع کرتا ہے۔

قرآن کریم:۔ عالم الغیب فلا یظھر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول یعنی اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے۔ وہ اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا ہے مگر جسے اپنے رسولوں میں سے مرتضی کر لیتا ہے۔

روح البیان ص ۴۹۶ جلد ۴:۔ قال ابن الشیخ انہ تعالیٰ لا یطلع علی الغیب الذی یختص بہ علمہ الا المرتضی الذی یکون رسولا وما لا یختص بہ یطلع علیہ غیر الرسول۔ یعنی ابن شیخ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ اپنے اس غیب سے جس کے ساتھ اس کا علم مختص ہے کسی کو مطلع نہیں کرتا مگر صرف ایسے مرتضی کو جو رسول ہوتا ہے اور جس کے ساتھ اس کا علم مختص نہیں ہے اس سے غیر رسول کو بھی مطلع کرتا ہے۔

قرآن کریم:۔ وما ھو علی الغیب بضنین۔ یعنی میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم غیب کی باتیں بتانے میں بخیل نہیں ہیں۔

مشکوٰۃ شریف مجتبائی ص ۵۰۶:۔ عن عمر قال قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقاما فاخبرنا عن بدء الخلق حتی دخل اھل الجنۃ منازلھم واھل النار منازلھم حفظ ذلک من حفظہ ونسیہ من نسیہ رواہ البخاری۔ یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ فرمایا کہ ہمارے درمیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مقام پر کھڑے ہوئے پھر ابتدائے خلق سے لے کر اہل جنت کے اپنی منزلوں میں اور اہل نار کے اپنی منزلوں میں داخل ہونے تک کی ساری باتوں سے

ہمیں باخبر کر دیا جس نے اُسے یاد رکھا، یاد رکھا اور جس نے بھلا دیا، بھلا دیا۔ امام بخاری نے اس کی روایت کی ہے۔

مشکوٰۃ شریف ص ۵۴۳:۔ عن عمرو بن الاخطب الانصاری قال صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوما الفجر وصعد علی المنبر فخطبنا حتی حضرت الظھر فنزل فصلی ثم صعد المنبر فخطبنا حتی حضرت العصر ثم نزل فصلی ثم صعد المنبر حتی غربت الشمس فاخبرنا بما ھو کائن الی یوم القیامۃ قال فاعلمنا احفظنا رواہ مسلم۔

یعنی عمرو بن اخطب انصاری نے روایت کی ہے، کہا کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے ساتھ فجر کی نماز ادا فرمائی (یعنی پڑھائی) اور منبر پر تشریف لے گئے اور خطاب فرمایا یہاں تک کہ ظہر کا وقت ہو گیا۔ آپ اترے، نماز پڑھی اور منبر پر تشریف لے گئے، پھر خطاب فرمایا، یہاں تک کہ عصر کا وقت ہو گیا۔ آپ اترے نماز پڑھی اور منبر پر تشریف لے گئے، پھر خطاب فرمایا، یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا (اتنے وقت میں) آپ نے قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے ان سب باتوں سے ہمیں باخبر کر دیا۔ پھر کہا کہ ہمیں وہ سب باتیں آپ نے سکھا دیں اور یاد کروا دیں۔ امام مسلم نے اس کی روایت کی ہے

شامی ص ۳۰۶ جلد ۳:۔

ادعی علم الغیب بنفسہ یکفر یعنی جو نفسہ علم غیب کا

دعویٰ کرے وہ کافر ہے۔

قصیدۂ بردہ علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ:۔

ومن علومک علم اللوح والقلم۔ یعنی آپ کے علوم میں سے علم لوح وقلم ایک حصہ ہے۔

شرح قصیدۂ بردہ از علامہ شیخ ابراہیم باجوری رحمۃ اللہ علیہ ص۹۱:۔

فان قیل اذا کان علم اللوح والقلم بعض علومہ صلی اللہ علیہ وسلم فما البعض الآخر اجیب بان البعض الآخر هو ما اخبرہ اللہ تعالیٰ من احوال الآخرۃ لان القلم انما کتب فی اللوح ما هو کائن الی یوم القیامۃ فقط

یعنی اگر کہا جائے کہ جب علم لوح وقلم آپ کے علوم میں سے بعض ہے تو بعض دیگر کیا ہے تو جواب دیا جائے گا کہ بعض دیگر آپکو اللہ تعالیٰ نے احوال آخرت کا جو علم دیا ہے وہ ہے اسلئے کہ قلم نے لوح میں جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے صرف وہی لکھا ہے۔

خرافات ص۱۶:۔ مجموعہ فتاویٰ ص۲۹ ج۲ میں لکھا ہے اور ہمارے فقہاؤں کا یہ بھی قول ہے،

من قال ارواح المشائخ حاضرۃ تعلم یکفر بحر الرائق وهکذا فی مجمع الانهر۔

جناب صاحب خرافات، پہلے بھی اس بات کا ذکر ہو چکا ہے کہ ما بالذات اور ما بالغیر میں بڑا فرق ہوا کرتا ہے۔ فقہ کی کتب میں یہ جو عبارتیں

ہیں وہ پہلی قسم کے اعتقاد پر مبنی ہیں۔ اب بھی اس کو دہرائے دیتے ہیں۔ جناب انصاف سے کام لیں اور خواہ مخواہ مسلمانوں کو دھوکا دینے کی کوشش نہ کریں۔ آپ کے جتنے دعوے تھے ان سب کی حقیقت واضح ہو چکی ہے اور مسلمانوں کو آپ کے علم کا پتہ چل چکا ہے۔ وہابیت پھیلانے کے لئے آپ بہت کچھ دھر گھسیٹنے کی کوشش کرتے ہیں مگر آپ اسے نہ بھول جائیں کہ لکل فرعون موسیٰ۔

خرافات ص۲:۔

من اتخذ شیخا للهدایة فهو ضال لان الهادی هو اللہ تعالیٰ لقولہ تعالیٰ انک لا تهدی من احببت ولکن اللہ یهدی من یشاء کذا فی خلاصۃ الفتاوی (عالمگیری ص۳۷۸ ج۴) مطلب یہ ہوا کہ جو شخص کسی سے مرید ہوا تو وہ سمجھ گیا کہ اب میری نجات ہو گئی یعنی دوزخ سے چھوٹ گیا اور جنت میں پہنچ گیا۔

"صاحب خرافات" کی تلویث کو کیا کہیں۔ کیا متذکرہ بالا عبارت کا مطلب یہی ہے جو صاحب "خرافات" واقعی آپ اسم با مسمیٰ ہیں۔ خرافات کے سوا آپ اور کچھ جانتے ہی نہیں ہیں۔

رہی ہدایت کے لئے کسی شیخ کو اختیار کرنے کی بات تو یہ تو سبھی جانتے ہیں کہ حقیقی ہادی اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرا کوئی نہیں لیکن اگر مطلقاً کوئی دوسرا کسی قسم کی ہدایت پر قادر نہیں تو نعوذ باللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو بیکار بھیجا۔ آیا جناب کی سمجھ میں؟

دیکھئے، اللہ تعالیٰ کا حقیقی ہادی ہونا اس بات کے منافی نہیں ہے

شاید آپ اللہ تعالیٰ کے بعض افعال کو فضول اور حکمت سے خالی سمجھتے ہیں — ! تو اس سے جہل اللہ لازم آئے گا اور اس کا اعتقاد کفر ہے۔ آپ کیوں اس لعنت کے گڑھے میں مسلمانوں کو گرانا چاہتے ہیں۔ ؟ یہ آپ ہی کو مبارک ہو۔

خرافات ص۲۰:- فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے سوا اس کے نہیں کہ میں ڈرتا ہوں میری اُمت پر گمراہ کرنے والے سرداروں سے یعنی اپنی گمراہی کے سبب لوگوں کو گمراہ کریں گے۔ اس لئے کہ ان کی گمراہی کا نقصان بہت ہی بڑا و دہرا ہوگا اوروں کی گمراہی ہے۔ مظاہر حق

خرافات ص۲۱:- حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت فرمائی کہ تم میں سے جو شخص میرے بعد زندہ رہے گا پس لوگوں میں بہت سا اختلاف دیکھے گا پس لازم پکڑو میری سنّت (طریقہ) کو اور خلفاء راشدین کی سنّت (طریقہ) کو جو ہدایت کی گئی ہیں اور مضبوط پکڑے رہو (ان سنّتوں کو) اپنے دانتوں سے اور بچو تم نمائشی باتوں سے پس تحقیق جو نئی بات ہے بدعت ہے اور جو بدعت ہے گمراہی ہے۔

جناب صاحب خرافات! حضور کی سب وصیتیں آپ کے اور آپ ہی کے گروپ کے بارے میں ہیں۔ آپ لوگوں سے پہلے کسی کو معلوم نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے۔ خدا کے سامنے نبی بھی چمار کی طرح ہیں وغیرہ وغیرہ۔ معاذاللہ۔

یہ صرف بدعت ہی نہیں بلکہ کفر ہے۔ آپ لوگ اسلام کا دم بھرتے ہیں اور جگادھری ملّاؤں کا بھیس بنا کر دُنیا میں کفریات پھیلاتے ہیں۔ اپنا

ایمان تو پہلے ہی کھو چکے ہیں، اب دوسروں کا ایمان خراب کرنے کی فکر کرتے ہیں۔ اکثر چوروں کے بارے میں سُنا گیا ہے کہ چوری کر کے بھاگ گئے ہیں اور جہاں کوئی نکلا خود بھی "چور چور" چلّانے لگتے ہیں۔ بےچارے سادے لوگ دھوکہ کھا جاتے ہیں اور یہ بچ کر نکل جاتے ہیں۔ یہی آپ لوگوں کا طریقہ ہے۔

دُنیا سمجھ کے خرافات بکتے ہیں اور صفائی کے لئے اونچی اونچی باتیں پیش کرتے ہیں۔ مگر یہ چالیں آپ کو راس نہیں آئیں گی۔ مسلمانوں کو آپ کی حقیقت معلوم ہو چکی ہے۔ گیدڑ شیر کی کھال پہن لینے سے کہیں شیر بن جاتا ہے؟ کبھی نہیں!

دُنیا جان گئی ہے کہ آپ لوگ گمراہ ہیں اور اوروں کو بھی گمراہ کرنا چاہتے ہیں۔ آپ لوگوں کو شرم آنا چاہیئے۔ آپ لوگوں سے کفر بھی پناہ مانگنے لگا ہے۔

خرافات ص۲۲ ۔ سوال:- اذان میں اشہد ان محمدا رسول اللہ پر انگوٹھا چومنا اور آنکھوں پر پھیرنا کیسا ہے؟

الجواب:- اذان میں اشہد ان محمدا رسول اللہ پر انگوٹھا چوم کر آنکھوں پر پھیرنا کچھ نہیں بلکہ مکروہ ہوگا۔

خرافات ص۲۳:- جو طحطاوی علی مراقی میں لکھا ہے کہ حدیث ضعیف فضائل میں لی جاتی ہے تو اس کا جواب علامہ حصکفی نے درمختار کے کتاب الطہارت میں دیا ہے کہ ضعیف حدیث پر عمل کرنا جب ہی درست ہے کہ لوگ ضعیف حدیث کے مسائل کو سنّت ہونے کا عقیدہ نہ کر لیں یعنی اس طرح عمل نہ کریں کہ اس کے

ترک کرنے کو برا سمجھیں۔ پس اذان میں مذکورہ بالا کلمہ پر انگوٹھا چوم کر آنکھوں پر پھیرنا فضول بے کار ثواب سے خالی ہے۔

خرافات ص۲۳:۔ رد المحتار معروف بہ شامی کے باب الاذان میں تحریر فرماتے ہیں کہ جن کتابوں میں انگوٹھا چومنے کا مسئلہ لکھا ہے صحیح نہیں کیوں کہ اس میں جتنے الفاظ مثلاً انگوٹھا چومنا آنکھوں پر پھیرنا وغیرہ لکھا ہے ان میں سے کچھ بھی مرفوع حدیث سے ثابت نہیں۔

خرافات ص۲۳:۔ اذان میں لفظ مذکور پر انگوٹھا چومنا وغیرہ حضرت کے قول سے یا فعل سے یا نظر مبارک سے ثابت نہیں ہے۔

خرافات ص۲۳:۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

من عمل عملا لیس علیہ امرنا فهو رد"

جناب صاحب خرافات علامہ حصکفی نے جس وقت در مختار تصنیف کی اس وقت علامہ طحطاوی پیدا بھی نہیں ہوئے تھے۔ انکے قول کا جواب در مختار میں کیسے انھوں نے دیدیا؟ اگر آپ یہ کہتے کہ انھوں نے یہ قاعدہ بیان کیا ہے تو ایک بات ہوتی۔ یا نبی کے علم غیب کی نفی کر کے فقہاء کے لئے اس کا اثبات کرنے کا ارادہ ہے؟ آپ لوگوں کا جواب ہی نہیں ہے!

علامہ شامی کی عبارت کا آپ نے جو مطلب بیان کیا ہے اس سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا علامہ شامی نے ان تمام کتب فقہ کو اول سے آخر تک غلط لکھ دیا ہے جن میں متذکرہ بالا مسئلہ کسی طرح مذکور ہو گیا ہے؟

حالانکہ علامہ شامی نے ایسا کہیں بھی نہیں لکھا ہے۔

واقعی آپ نے "خرافات" کی تحریر میں قلم توڑ دیا ہے۔ ہر حال آپ اس کلمہ مبارکہ پر انگوٹھا نہ چومئے اور آنکھوں پر نہ پھیریئے اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس پر عمل کرنے والے مسلم کی جنت کی طرف قیادت کریں گے (کسی وہابی کی نہیں)

کنز العباد سے قہستانی نے اس مسئلہ کو نقل کیا ہے اور اس میں اس کے مستحب ہونے کا ذکر بھی ہے۔ مسلمانوں کو اس پر عمل کرنے دیجئے، آپ کا ایمان ہی سلامت نہیں ہے۔ اس سے آپ کو کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ مگر یہ تو بتایئے کہ جبکہ اس عمل کو کوئی بھی سنت نہیں کہتا ہے، جناب نے ایسا کس سے سن لیا؟ اور یہ کہ فضول، بے کار اور ثواب سے خالی ہونا کہاں سے ثابت ہے؟

آپ ہر جگہ کچھ نہ کچھ خرافات گھیڑتے رہتے ہیں، اس کے بغیر چین نہیں پڑتا۔ جائیے جن ابلیس کی قیادت میں آپ ہیں اسی کی پیروی کیجئے۔ ہمیں سرکار کی قیادت میں رہنے دیجئے۔

خرافات ص۲۳ سوال:۔ جنازے کی نماز میں سلام پھیرنے کے بعد دعا مانگنا کیسا ہے؟

الجواب:۔ جنازے کی نماز میں سلام پھیرنے کے بعد دعا مانگنا ہمارے حنفی مذہب میں منع ہے۔

خرافات ص۲۳:۔ خلاصۃ الفتاوی میں لکھا ہے لا یقوم بالدعاء بعد صلوة الجنازة

ص۲۲۵ / ج۱

خرافات ص۲۳ فتاوی سراجیہ میں لکھا ہے

اذا فرغ من الصلوٰۃ لا یقوم بالدعاء ص۲۳۔

خرافات ص۲۳: علامہ شمس الدین قہستانی حنفی نے لکھا ہے لا یقوم داعیاله۔

خرافات ص۲۳۔ علامہ سرخسی کا قول ہے ماکان سنۃ فی محله یکون بدعۃ فی غیر محله کذا فی مبسوط السرخسی ج۱ ص۲۲۳۔

خرافات ص۲۳۔ اس مسئلہ پر علامہ سرخسی جو ہمارے حنفی مذہب کے بڑے زبردست فقیہ مستند گزرے ہیں انہوں نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے

قال علیہ الصلوٰۃ والسلام من احدث فی دیننا ما لیس منه فهو رد۔

خرافات ص۲۳۔ امر مستحب کو اس طریقے سے ادا کرے کہ عوام لوگوں کو اس کے فرض یا واجب یا سنت مؤکدہ ہونے کا گمان پیدا نہ ہو ورنہ وہ فعل مردود ہوگا۔

خرافات ص۲۳۔ پس ہمارے حنفی مذہب کی معتبر کتابوں سے ثابت ہو گیا کہ جنازے کی نماز میں سلام پھیرنے کے بعد دعا کرنا منع ہے تو ہم حنفی مذہب والوں کو چاہیے کہ اس حکم کے مطابق جنازے کی نماز میں سلام کے بعد دعا نہ مانگیں ورنہ حنفی مذہب کا دعویٰ کرنا غلط ہوگا۔

جناب صاحب خرافات امر مستحب کو اس طریقے سے ادا کرے کہ عوام لوگوں کو اس کے فرض یا واجب یا سنت مؤکدہ ہونے کا گمان پیدا نہ ہو آپکی

یہی عبارت آپ کا پول کھولے دے رہی ہے۔ کتب فقہ کی متذکرہ عبارتوں سے بعد نماز جنازہ دعا کا فرض، واجب یا سنت موکدہ نہ ہونا ہی ثابت ہوتا ہے تو آپ یہ بتائیں کہ ان باتوں کا دعویٰ کرنے والا ہے کون؟

دوسری بات یہ ہے کہ آپ لوگوں کو ہر جگہ بدعتیں نظر آتی ہیں۔ اگر تھوڑی دیر کے لئے کسی امر کو بدعت فرض کر لیں تو آپ یہ بتائیے کہ صرف بدعت ہو جانا آپ کو اتنا کھٹکتا کیوں ہے؟ حدیث میں جہاں بدعت کو گمراہی کہا گیا ہے وہاں اس سے عام مخصوص منه البعض مراد ہے۔ آپ کو یہ معلوم ہی نہیں ہے۔ اچھی بدعتیں واجب بھی ہوا کرتی ہیں۔ آپ نے شامی پڑھی بھی ہے یا ویسے ہی شامی شامی رٹتے رہتے ہیں؟ دین میں جو امر اس سے نہیں ہے اس کو داخل کرنے کے معنی ابھی آپ نہیں سمجھے ہیں۔ پہلے بدعت کسے کہتے ہیں سمجھئے۔ پھر اس کے گمراہی ہونے کی شرط پوچھئے بعد میں ٹانگ اڑانے کی کوشش کیجئے گا۔

خرافات ص۲۴۔ سوال:۔ مُردوں کی روحیں گھر پر آتی ہیں یا نہیں؟

الجواب:۔ اوپر تمام حدیثوں سے ثابت ہوا کہ مُردوں کی روحیں دنیا کی طرف توجہ نہیں کرتیں۔

خرافات ص۲۴۔ کوئی روح دنیا کی طرف یا گھر کی طرف مطلق نہیں آتی۔

مسلمانو! صاحب خرافات کے تمام خرافات کی حقیقت آپ لوگوں کے سامنے واضح کر دی گئی ہے۔ اس مسئلہ کو بھی اس سے پہلے واضح کر دیا گیا ہے۔ صاحب خرافات نے ارواح کو دنیا کی طرف آنے سے

روک سکتے ہیں نہ قبور کی طرف جانے سے۔

آخر میں ہمیں اتنا کہنا ہے کہ ان کے وہابی پروپیگنڈہ سے دور رہنا چاہیے تاکہ ایمان سلامت رہے۔ وہ جہنم کی طرف جا رہے ہیں۔ ان کو وہ مبارک ہو۔ وہ وہیں رہیں۔ وبئس المعاد۔

پروردگار عالم سے دعا ہے کہ اپنے حبیب علیہ الصلوۃ والتسلیم کے صدقے میں اور حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طفیل میں مسلمانوں کو ہمیشہ راہ حق پر قائم رکھے اور اہل باطل کے وساوس سے محفوظ فرمائے۔ آمین ثم آمین

وصل اللھم علی خیر خلقک سیدنا ومولانا محمد وعلی آلہ وصحبہ وابنہ وحزبہ ومن تبعھم الی یوم الدین برحمتک یا ارحم الراحمین۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین۔

فقیر محمد علی جناح حبیبی
متعلم مدرسہ کاظمیہ بھدرک
۱۹ رمضان المبارک ۱۳۸۱ھ

---

۱

۸۶
۹۲

# عقائد میں پختگی حاصل کرنے کے لئے مندرجہ ذیل کتابوں کا مطالعہ کیجیے۔

| | | | |
|---|---|---|---|
| تفسیر نعیمی اول مجلد | ۷۰-۰۰ | معراج النبی | ۴-۵۰ |
| 〃 〃 دوم 〃 | ۵۰-۰۰ | ایک برہمن دوشیزہ | ۰-۵۰ |
| 〃 〃 سوم 〃 | ۶۰-۰۰ | پہلی ملاقات | ۰-۶۰ |
| 〃 〃 چہارم 〃 | ۵۰-۰۰ | تضمین بر لاکھوں سلام | ۰-۶۰ |
| جواہر البحار جلد اول | ۲۸-۰۰ | علم غیب | ۱-۲۰ |
| توضیح البیان | ۲۵-۰۰ | عقیدت کے پھول | ۱-۲۵ |
| مجاہد ملت کا حرف حقانیت | ۲۰-۰۰ | عشق کی سرفرازی | ۱-۲۰ |
| انوار القرآن | ۷-۰۰ | سوداگر کی بیٹی | ۱-۲۰ |
| کشف النور مترجم | ۵-۰۰ | امین جواڑی | ۰-۶۰ |
| بیان الحبیب اول دوم سوم چہارم | ۵-۵۰ | دل کی آشنائی | ۰-۶۰ |
| درحسن | ۰-۷۵ | راہ حق | ۳-۵۰ |
| القاعدہ | ۰-۷۵ | تکمیل الایمان | ۱۲-۰۰ |
| میلاد رضا انتساب | ۲-۵۰ | برکات میلاد شریف | ۱-۲۵ |
| نسیم کوئے جاناں | ۱-۵۰ | ثواب العبادات | ۱-۲۰ |
| اسلام کے آغاز و انجام | ۶-۰۰ | | |

| | | | |
|---|---|---|---|
| تبلیغی جماعت احادیث کی روشنی میں | ۱-۵۰ | | |
| مسئلہ گیارھویں | ۱-۲۰ | حلیۂ مصطفیٰ | ۱-۵۰ |
| برکات الامداد | ۱-۰۰ | کربلا کے بعد | ۳-۰۰ |
| ہدیہ نعت | ۲-۵۰ | مجاہد ملت کی مجاہدانہ عزیمت | ۰-۸۰ |
| بارش نور | ۱-۲۵ | گلزار شریعت | ۱-۲۰ |
| حیات جاوداں | ۱-۰۰ | نورانی حکایات | ۴-۵۰ |
| امام احمد رضا ارباب علم ودانش کی نظر میں | ۱۲-۰۰ | محاسن کنز الایمان | ۲-۲۵ |
| | | انوار کنز الایمان | ۵-۰۰ |
| سچی حکایات اول مجلد پلاسٹک کور | ۱۰-۰۰ | انوار شریعت اردو | ۳-۵۰ |
| | | انوار شریعت ہندی | ۴-۵۰ |
| ،، دوم | ۱۰-۵۰ | تجلیات نماز | ۱-۵۰ |
| سوم | ۱۲-۰۰ | | |
| الفضل الموہبی | ۳-۵۰ | دی وے آف اہلسنت | ۲-۵۰ |
| اسلامی زندگی | ۴-۵۰ | کتاب التراویح | ۲-۰۰ |
| درس القرآن | ۶-۵۰ | فاضل بریلوی علماء حجاز کی نظر میں | ۱۰-۰۰ |
| چلو تبلیغ کریں | ۲-۸۰ | | |
| حقوق اولاد | ۰-۶۰ | انوار الحدیث | ۲۷-۵۰ |
| تحقیقات | ۵-۵ | تعمیر ادب مکمل | ۱۱-۰۰ |
| تاریخی حکایات | ۴-۵۰ | شمشیر ربانی برگردن قادیانی | ۰-۶۰ |
| السوء والعقاب علی المسیح الکذاب | ۱-۵۰ | الیاسی جماعت | ۰-۶۰ |
| سیف مظفری | ۱-۵۰ | تبلیغی جماعت کا فریب | ۱-۲۰ |
| حقوق والدین | ۲-۰۰ | سید البشر | ۲-۵۰ |